اللھم آمین بحرمۃ سید المرسلین



فقیر محمد ضیاء الدین سجادہ نشین سیال

# قدوۃ السالکین حاجی الحرمین

## حضرت سجادہ نشین صاحب سیالوی

اور

## جناب پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی

کا

# تحریری مکالمہ

چونکہ عام طور پر یہ افواہ پھیلی ہوئی ہے۔ کہ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب حکومت برطانیہ کے ساتھ تعلقات اور ان کی فوج اور پولیس کی ملازمت کو جائز رکھتے ہیں۔ اسی غلط فہمی کے ازالہ کے لیے مکالمہ مذکور

صاحبزادہ رفاقت حسین

شائع کرتے ہیں۔ جس سے واضح ہے کہ جناب پیر صاحب فوج اور پولیس کی ملازمت اور تجارتی تعلقات کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔

## حضرت سجادہ نشین صاحب سیالوی کا پہلا خط

اس خط میں جناب نے پیر صاحب سے تین استفسار کئے ہیں:۔

(۱) اس نازک وقت میں مسلمانان ہند کے فرائض مذہبی کیا ہیں

(۲) حکومت برطانیہ کے ساتھ تجارتی تعلقات اور فوج و پولیس کی ملازمت جائز ہے۔ یا نہیں۔

(۳) کیا ہادیان اسلام کا یہ فرض نہیں کہ وہ اپنے پیرؤں کو شرعی احکام سے آگاہ کریں اور ان کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کریں۔

جناب پیر صاحب (خلاصہ سوال اول) مسلمانان ہند کو اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہئے۔ اور دعا مانگنی چاہئے۔

(جواب سوال دوم) ایسے تعلقات جس میں اعانت کفر و معصیت ہو مسلم سے بھی حرام ہیں۔ فضلاً عن الکافر بغیر اس کے دنیوی معاملات جس میں اسلام کو ضرر نہ ہو بغیر تدین کسی کافر سے مطلقاً بتصریح فقہا حرام نہیں۔ البتہ بلحاظ مظالم دائرہ موجودہ زمانہ کے اگر سلسلہ تجارت کی کلی بندش ہو سکے تو کسی قدر انتقامی مد میں شمار کی جا سکتی ہے۔

(جواب سوال سوم) ہادیان اسلام کا یہ فرض ہے۔ لیکن وہ اپنے فریضہ سے غافل نہیں۔ البتہ جلسوں میں اس لئے شرکت نہیں کی جاتی کہ وہاں آراء کا بہت اختلاف ہوتا ہے۔

جناب پیر صاحب کے اس خط کے جواب میں جناب حضرت سجادہ نشین سیالوی نے ایک مفصل تحریر روانہ کی۔ جس میں یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اس فتنہ

مسلمانان ہند کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں۔ اور دعا کئے جائیں۔ بلکہ انکے فرائض اہم ہیں جن میں سے ادنیٰ فریضہ حکومت محارب اسلام کے ساتھ ترک تعلقات ہے۔ دوسرے سوال کے جواب کی نسبت یہ تحریر فرمایا کہ اس کو ذرا واضح لفظوں میں تحریر کیا جاوے کیونکہ سنا گیا ہے۔ کہ جناب کے اس خط کو فوجی لوگ اپنی نوکری کے جواز پر سند لا رہے ہیں۔ اور اس کی نقلیں کر رہے ہیں۔ تیسرے جواب کی نسبت تحریر کیا کہ بے شک اس وقت کوئی مسلمان قلب اسلامی درد سے خالی نہیں لیکن ہادیان اسلام کا فرض ہے۔ کہ وہ علانیہ حمایت اسلام کے لئے کھڑے ہوں۔ اس پر پہلے بزرگان دین کے واقعات بطور سند پیش کئے اس خط کے جواب میں پیر صاحب نے تصریح کر دی ہے۔ کہ حکومت برطانیہ کی فوجی و پولیس کی ملازمت اور اس کے ساتھ تجارتی تعلقات ناجائز ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ جناب پیر صاحب کے معتقدین اپنے پیر کے اس فرمان کو پڑھکر اس پر عمل پیرا ہوں گے۔

## نقل خط جناب پیر صاحب



تسلیم و نیاز کے بعد آج آٹھ صفحہ کی تحریر عزیز پر مشتمل جناب ملاحظہ سے گزری۔ اس قدر طول و طویل تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ جواب سوال دوم میں غور فرمانے سے ظاہر ہے۔ کہ کفار کی فوجی ملازمت ہمیشہ کیلئے اور خرید و فروخت بلحاظ حالت موجودہ ناجائز ہے۔ آج کا عنایت نامہ بھی اس کا موید ہے جواب سوال اول بھی کسی قدر غور طلب ہے سلسلے ربط نہیں۔ دہلی والا سرکاری جلسہ میں عدم شمولیت اور بھرتی والے انگر۔

یہاں سے ناکامیاب واپس ہونا وغیرہ وغیرہ نیاز مند کے حالف من الکفار ہونے یا نہ ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ پوری شہادت دیتے ہیں۔ جس پر جناب کا وجدان بھی کافی میزان ہے۔ فوجی ملازم میرے عریضہ سابقہ کو ہرگز سند نہیں بنا سکتا۔ میرے حضرت رضی اللہ عنہ کا معاملہ تعلق یا عدم تعلق چشم دید ہے۔ نہ صرف شنید۔ الغرض امتناعی ہدایت فوجی ملازموں کے لئے وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے۔ آج سے نہیں مدت مدیدہ سے یہی دستور العمل ہے۔ کیونکہ ان کا عدم جواز مؤید ہے۔

Scanned with CamScanner

# استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ حالات حاضرہ کا لحاظ کرتے ہوئے مسلمانان ہند کو قوم ہنود کے ساتھ معاہدہ صلح۔ اور دشمن قوی کے مقابلہ میں ان سے استعانت اور شراکت عمل کرنا جائز ہے یا نہ بینوا بالتفصیل توجروا من الملک الجلیل

الجواب ماھو فی السنۃ والکتاب

باسمہ سبحانہ حالات حاضرہ کی رو سے جبکہ عیسائیت اسلام کے ساتھ محارب ہے اور وہ چاہتی ہے کہ اسلام کی شوکت اور طاقت کو (خاک بدہن دشمن) فنا کر دے اور مسلمانان ہند بوجہ قوت مادی نہونے کے اپنے اصلی فرض سے قاصر ہیں اور تحریکات مجربہ (ترکِ موالات) کی کامیابی بجز اسکے متصور نہیں کہ قوم ہنود سے معاہدہ صلح اور شرکت عمل کیجاوے تو ایسی حالت میں شرعاً ہنود کے ساتھ معاہدہ صلح اور شرکت عمل جائز ہے خصوصاً جبکہ قوم ہنود خود معاہدہ اور امداد کے لئے ہاتھ بڑھارہی ہے خداوند تعالے کا ارشاد ہے وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا یعنی (اے پیغمبر صلعم) اگر کفار صلح کیطرف جھکیں تو تم بھی صلح پر مائل ہو جاؤ۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل بھی یہی رہا ہے چنانچہ مدینہ منورہ میں مختلف قبیلوں سے آپ نے معاہدہ صلح کیا یہود مدینہ سے چند شرائط پر صلح کی جنمیں ایک شرط یہ تھی کہ یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش

آئیگی تو ایک فریق دوسرے فریق کی مدد کریگا قبیلہ جہینہ اور قبیلہ بنی ضمـــرہ۔ بنی مدلج وغیرہ قبائل سے معاہدہ صلح کیا۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ مشہور ہی ہے۔

آیت پاک میں اگرچہ صلح کی مطلقاً اجازت ہے لیکن دوسری آیت اور آیات قتال سے اسکو مقید بالمصلحت کر دیا صاحب فتح القدیر تحریر فرماتے ہیں

| | ترجمہ |
|---|---|
| والآیۃ وان کانت مطلقۃ لکن اجماع الفقہاء علی تقییدھا برؤیۃ مصلحۃ للمسلمین فی ذلک بآیۃ اُخریٰ ھی قولہٗ تعالےٰ فلا تھنوا وتدعوا الی السلم الآیۃ | آیت اگرچہ مطلق ہے لیکن فقہا کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ یہہ آیت دوسری آیت فلا تھنوا کے ساتھ مقید بالمصلحۃ ہے۔ |
| فاما اذا لم یکن فی الموادعۃ مصلحۃ فلا تجوز بالاجماع انتھی۔ | لیکن اگر مصلحت نہو تو پھر صلح بالاتفاق جائز نہیں۔ |

الغرض حضور کے طرزِ عمل اور آیت بالا سے صاف ظاہر ہے اگر مسلمین کو ضرورت داعی ہو اور مصلحت صلح ہی میں ہو تو کفار کے ساتھ معاہدہ صلح جائز ہے فقہاء کی بھی بیشمار تصریحات اس پر موجود ہیں ہدایہ میں ہے۔

| | ترجمہ |
|---|---|
| واذا رای الامام ان یصالح اہل الحرب او فریقاً منہم وکان | اگر امام اہل حرب یا اوسکے کسی فرقہ سے صلح کرنا چاہیں اور اسمیں |

ذلك مصلحة للمسلمين فلا باس به لقوله تعالیٰ وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله و وادع رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل مكه عام الحديبية على ان يضع الحرب بينه وبينهم عشر سنين انتهى

مسلمانوں کی بہبودی ہو تو صلح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ خداوندی ارشاد وان جنحوا للسلم الآیہ اسی طرح حضور نے بھی اہل مکہ سے حدیبیہ کے سال اس بات پر صلح کی تھی کہ دس سال تک ہماری آپسمیں جنگ نہو۔

عالمگیریہ میں ہے

اذا رأى الامام ان يصالح اهل الحرب او فريقاً منهم وكان ذلك مصلحة للمسلمين فلا باس به انتهى

ترجمہ

اگر امام اہل حرب سے یا اُن کے کسی فرقہ سے صلح کرنا چاہے اور اسمیں مسلمانوں کی بہبودی ہو تو اُسمیں کوئی مضائقہ نہیں۔

اوراسی کتاب میں آگے چل کر ہے

ولو وادعهم فريق من المسلمين بغير اذن الامام فالموادعة جائزة على جماعة المسلمين انتهى

اگر امام کی اجازت کے بغیر کوئی فرقہ مسلمانوں کا کفار سے صلح کرلے تو یہ صلح تمام مسلمانوں پر جائز ہوگی۔

اس عبارت نے واضح کردیا کہ امام کی اجازت کے بغیر بھی صلح کرلینا جائز ہے۔ جیساکہ صورت مندرجہ سوال میں ہے۔ اور قدوری کے قول پر اذا رأى الامام ان يصالح اہل

الحرب او فریقا منہم و کان ذلک مصالحۃ للمسلمین فلا باس بہ) کے تحت میں صاحب جوہرہ لکھتے ہیں

| | |
|---|---|
| فان الموادعۃ جہاد اذا کانت خیرا للمسلمین لان المقصود ھو دفع الشر حاصل بہ وقد وادع النبی صلے اللہ علیہ وسلم اہل مکۃ عام الحدیبیۃ انتہی | ترجمہ<br>کیونکہ صلح بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔ جب کہ اس میں مسلمانوں کی بہبودی ہو کیونکہ جہاد کا مقصد شر کو دور کرنا ہے۔ اور وہ اس صلح میں حاصل ہے دوسرا یہ کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اہل مکہ کے ساتھ صلح کی تھی |

شمس الائمہ سرخسی مبسوط میں تحریر کرتے ہیں

| | |
|---|---|
| و اذا طلب قوم من اہل الحرب الموادعۃ سنین بغیر شئی نظر الامام فی ذلک فان رأی خیراً للمسلمین لشدۃ شوکتہم او لغیر ذلک فعلہ لقولہ تعالے و ان جنحوا للسلم فاجنح لھا و لان رسول اللہ صلے علیہ وسلم صالح اہل مکۃ عام الحدیبیۃ علی | ترجمہ<br>جب کوئی قوم اہل حرب کی طالب صلح ہو تو امام اس میں غور کرے اگر کفار کی شوکت زیادہ ہے یا کوئی اور امر ایسا ہے۔ جسکی وجہ سے صلح کرنا ہی مسلمانوں کے لئے بہتر ہے تو بموجب فرمان ایزدی و ان جنحوا للسلم فاجنح لھا کے صلح کرے اور اس لئے بھی کہ |

| | |
|---|---|
| ان وضع الحرب بینہ وبینہم عشر سنین الی آخرہ | حضور نے خود اہل مکہ سے حدیبیہ کے سال اس بات پر صلح کی کہ دس سال تک آپسمیں جنگ نہ ہوگی۔ |

اور درالمختار میں ہے۔

| | |
|---|---|
| ویجوز الصلح علی ترك الجهاد معهم بمال منهم او منا لو خیرا لقوله تعالی وان جنحوا للسلم فاجنح لها انتهی | اور کافروں کے ساتھ ترک جہاد پر صلح کر لینا جائز ہے خواہ اُن سے کچھ مال لیکر یا انکو کچھ دیکر اگر یہ صلح مفید ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے وان جنحوا للسلم فاجنح لها الآیۃ |
| اور شامی میں ہے۔ | ترجمہ |
| قولہ منا ای مال نعطیہ ایاہم ان خاف الامام الہلاک علی نفسہ والمسلمین بای طریق کان | یعنی ہم اونکو مال دیکر صلح کریں اگر امام اپنے نفس یا مسلمانوں کی ہلاکت کا خوف کرے جسوجہ سے ہو۔ |
| قولہ لقولہ تعالےٰ وان جنحوا للسلم ای مالوا اقال فی المصباح السلم بالکسر والفتح الصلح یذکر ویؤنث | خلاصہ ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے کہ یہہ آیت یعنی وان جنحوا للسلم صلح میں مصلحت کے دیکھنے کے ساتھ مقید ہے۔ |

والآية مقيدة برؤية المصلحة اجماعاً لقوله تعالیٰ فلا تهنوا و تدعوا الی السلم و انتم الاعلون افاده فی الفتح انتهی

اجماعاً کیونکہ اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے۔ فلا تهنوا و تدعوا الی السلم الآیۃ۔ جیسا کہ فتح القدیر میں اسکی تفصیل مذکور ہے۔

فقہاء کی ان تصریحات سے یہہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیتہ و ان جنحوا للسلم منسوخ نہیں۔ جیسا کہ بعض مفسرین کا زعم ہے ورنہ لتنے بڑے اجلہ فقہا اس آیت کو استدلال میں نہ لاتے۔

چونکہ بعض حضرات اسوقت بہی اسکے مدعی ہیں کہ ہنود سے عقد صلح مطلقاً ناجائز ہے اور حضور کا طرزِ عمل اور آیات دالہ علی الصلح سب آیتہ براءۃ کیساتھ منسوخ ہیں اس لئے مزید اطمینان کے لئے چند اور سندیں پیش کیجاتی ہیں جنسے واضح ہوگا کہ نسخ کا قول قابل اعتماد نہیں آیت و ان جنحوا کے تحت میں صاحب جمل قول نسخ کی تشریح کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

و ہذا کلہ مبنی علی ان المراد بالصلح ھو عقد الجزیۃ اما اذا ارید بہ غیرہ من العقود التی تفید ھم الامن و ھی الھدنۃ والامان فلا نسخ مطلقاً اذ یشرع عقد ھا بکل کافر حاشیہ جمل بر جلالین۔

یعنی نسخ کا جھگڑا سب اس پر مبنی ہے کہ مسلم سے عقد جزیہ مراد لیجائے لیکن اگر دوسری عقود صلح و امن مراد ہوں تو نسخ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہر کافر کے ساتھ عقد صلح و امن

جائز ہے ۔

اور ابن عربی اندلسی مالکی اپنی کتاب احکام القرآن میں آیۃ وان جنحوا للسلم کے حق میں لکھتے ہیں ۔ یعنے جس

أَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ فَدَعْوَى فَاِنَّ شَرْطَ النَّسْخِ مَعْدُوْمَةٌ كَمَا بَيَّنَّا فِي مَوْضِعِهٖ

شخص نے یہ کہا کہ آیۃ وان جنحوا للسلم منسوخ ہے یہ محض دعوے ہی دعویٰ ہے کیونکہ شرط نسخ اسمیں نہیں پائی گئی ۔ جیساکہ ہم نے تفصیل پہلے کردی ہے ،

اور آگے لکھتے ہیں

وَاِنْ كَانَ لِلْمُسْلِمِيْنَ مَصْلَحَةٌ فِي الصُّلْحِ لِانْتِفَاعٍ يُجْلَبُ بِهٖ اَوْ ضَرَرٍ يَنْدَفِعُ بِسَبَبِهٖ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَبْتَدِءَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهٖ اِذَا احْتَاجُوْا اِلَيْهِ وَاَنْ يُجِيْبُوْا اِذَا دُعُوْا اِلَيْهِ قَدْ صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ خَيْبَرَ عَلٰى شُرُوْطٍ نَقَضُوْهَا فَنَقَضَ

یعنی اگر مسلمانوں کی صلح میں بہتری ہو ۔ اسطرح سے کہ صلح سے کوئی نفع حاصل ہو یا کہ ضرر دور ہو تو مضائقہ نہیں کہ مسلمان ہی صلح کرنے کی ابتدا کریں ۔ اگر ضرورت ہو یا اُن کی دعوت صلح کو قبول کرلیں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے چند شروط پر صلح کی تھی جیسپر وہ قائم نہ رہے اور صلح باقی نہ رہی اسیطرح ضمری واکیدر دومہ واہل نجران سے صلح کی اور قریش مکہ سے دس سال پر صلح کی جیسپر قریش قائم نہ رہے اور

صَالحهم وَ قَدْ وَادَعَ الضَّمْرِيَّ وَ قَدْ صَالَحَ أُكَيْدِرَ دَوْمَةَ وَ أَهْلَ نَجْرَانَ وَ قَدْ هَادَنَ قُرَيْشاً لِعَشَرَةِ أَعْوَامٍ حَتَّى نَقَضُوا عَهْدَهُمْ وَمَا زَالَتِ الْخُلَفَاءُ وَالصَّحَابَةُ عَلَى هٰذِهِ السَّبِيلِ الَّتِي شَرَحْنَاهَا سَالِكَةً وَ بِالْوُجُوهِ الَّتِي شَرَحْنَاهَا عَامِلَةً انتہے

خلفاء وصحابہ کا بھی عملدرآمد ہمیشہ اسی پر رہا۔

تعجب ہے کہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کو نسخ کا علم نہ ہوا لیکن چودہوی صدی کے علماء نسخ کی رٹ لگائے جاتے ہیں۔ علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں آیتہ وان جنحو للسلم کے متعلق آیتہ براۃ کے ساتھ نسخ کا قول نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ فِيهِ نَظَرٌ أَيْضاً لِأَنَّ فِي آيَةِ الْبَرَاءَةِ الْأَمْرُ بِقِتَالِهِمْ إِذَا أَمْكَنَ ذٰلِكَ فَأَمَّا إِذَا كَانَ الْعَدُوُّ كَثِيفاً فَإِنَّهُ تَجُوزُ مُهَادَنَتُهُمْ كَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ الْكَرِيمَةُ وَ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَوْمَ

یعنی ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قول بالنسخ میں نظر ہے کیونکہ آیتہ براءۃ میں قتال کا حکم اسوقت ہے کہ جب مسلمانوں کو قتال کی قدرت ہو لیکن اگر دشمن غالب ہو تو ان کے ساتھ صلح جائز ہے جیسا کہ آیت وان جنحوا اور حضور صلی اللہ علیہ

الحدیبیۃ فلا منافاۃ ولا نسخ ولا تخصیص۔

وسلم کا فعل صلح حدیبیہ اسی پر دال ہے پس تو کوئی ان میں منافاۃ ہے نہ نسخ نہ تخصیص

دوسری جگہ علامہ مذکور لکھتے ہیں

وَقَالَ النَّحَّاسُ قَوْلُ مَنْ قَالَ لَمْ يُعَاهِدِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ غَيْرُ صَحِيْحٍ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ قَدْ عَاهَدَ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ جَمَاعَةً مِنْهُمْ أَهْلُ نَجْرَانَ قَالَ الْوَاقِدِيُّ عَاهَدَهُمْ وَكَتَبَ لَهُمْ سَنَةَ عَشْرٍ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِيَسِيْرٍ

یعنی نحاس جو زبردست محدث اور ابوداؤد نسائی ابن ماجہ بخاری یحییٰ بن معین وغیرہم ودیگر اکابر محدثین کے شیخ ہیں جسکی نسبت یحییٰ بن معین لکھتے ہیں ثِقَةٌ مِنْ أَحْفَظِ النَّاسِ لِحَدِيْثِ حَمْزَه) فرماتے ہیں کہ جس شخص نے یہ کہا کہ آیت براۃ کے بعد حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی سے معاہدہ نہیں کیا اسکا قول صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس نے اس آیت کے بعد ایک جماعت سے صلح کی جن میں سے اہل نجران بھی ہیں واقدی نے کہا کہ حضور اقدس نے اہل نجران کے ساتھ معاہدہ کیا۔ اور لکھدیا سنہ دس ہجری میں وفات سے پہلے تھوڑا سا



مذکورہ بالا تحقیق سے یہ تو صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کو بوقت ضرورت شدیدہ کفار سے مصالحت کرلینا جسمیں مسلمانوں کی منفعت ہو جائز

ومشروع ہے بناءً علیہ چونکہ زمانۂ حال میں اہل اسلام و خلیفۃ المسلمین نہایت ابتلاء اور تکلیف میں ہیں اور مسلمانان ہند بوجہ کم استطاعت اور نہتے ہونے کے فریق محارب اسلام کے مقابلہ سے عاجز ہیں اور ہنود جنکی تعداد بہ نسبت مسلمانان ہند کے سہ گونہ سے بھی زیادہ ہے اور اُن کے ساتھ اتفاق کرنے سے البتہ فریق محارب اسلام کا رعب یا وقعت بڑھ جانے کی قوی امید ہے لہذا اسوقت ہنود سے اتحاد اور اتفاق کرنا عین مصلحت و منفعت اسلام ہے ایسے آڑے وقت میں اگر ہنود سے مخالفت و منافرت برتی جائے تو اسکا یہ مطلب ہوگا کہ ایک محارب کے مقابلہ کی تاب نہیں اور دوسرا محارب پیدا کر لیا جائے۔

جیسا کہ غیر مسلموں کے ساتھ بوقت ضرورت مصالحت جائز ہے اسیطرح ضرورت کے وقت اُن سے مدد لینا اور اُن کو شریک عمل کرنا بھی جائز ہے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ہوازن میں صفوان بن امیہ سے جو اس وقت غیر مسلم تھے سو زرہ عاریۃً لی اور اسی جنگ میں صفوان خود بھی شریک جنگ ہوئے۔ عینی شرح بخاری میں ہے۔

| | |
|---|---|
| وَقَدِ اسْتَعَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ فِي هَوَازِنَ وَاسْتَعَارَ مِنْهُ مِائَةَ دِرْعٍ بِأَدَاتِهَا وَخَرَجَ مَعَهُ صَفْوَانُ | حضور اقدس نے صفوان سے جنگ ہوازن میں مدد لی اور سو زرہ مع ساز و سامان اُن سے مستعار لی اور صفوان (خود بھی) حضور کے ساتھ جنگ میں نکلا۔ |

علامہ نووی حدیث فَلَنْ أَسْتَعِينَ

بمُشْرِكٍ کے تحت میں لکھتے ہیں۔

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَآخَرُوْنَ اِنَّ الْكَافِرَ حَسَنَ الرَّاْیِ فِي الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعَتِ الْحَاجَةُ اِلَى الْاِسْتِعَانَةِ بِهٖ اُسْتُعِيْنَ وَاِلَّا فَيُكْرَهُ وَحَمَلَ الْحَدِيْثَيْنِ عَلٰى هٰذَيْنِ الْحَالَيْنِ

امام شافعی اور اس کے سوا اور دیگر حضرات نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی کافر صاحب رائے اور مدبر ہو اور مسلمانوں کو اُس سے امداد لینے کی حاجت ہو تو امداد لی جاوے ورنہ (یعنے اگر حاجت نہ ہو) تو مکروہ ہے۔ دونو حدیثوں کا (فلن استعین استعانۃ بصفوان) محل ضرورت وعدم ضرورت قرار دیا ہے۔

حضور اقدس نے بنی حمزہ سے جو معاہدہ کیا ہے اوس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

## معاہدہ قبیلہ بنو ضمرہ

هٰذَا الْكِتَابُ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِبَنِيْ ضَمْرَةَ اَنَّهُمْ اٰمِنُوْنَ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ لَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ رَامَهُمْ اِلَّا اَنْ يُحَارِبُوْا فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ۔

یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تحریر ہے۔ بنو ضمرہ کے لئے اِن لوگوں کا جان ومال محفوظ رہے گا اور جو شخص ان پر حملہ کرے گا اُس کے مقابلہ میں انکی امداد کی جاوے گی۔ بجز اس صورت کے کہ یہ لوگ مذہب کے مقابلہ

وَاَنَّ النَّبِيَّ اِذَا دَعَاهُم لِنَصْرِهٖ اَجَابُوْهُ الخ
روض الانف وزرقانی جلد اصفحہ ۲۴۳

میں لڑیں۔ اور پیغمبر جب ان کو مدد کے لئے بلائیں گے تو مدد کو آئیں گے۔

---

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں جنگ بویب جو رمضان ۱۴ھ ہجری میں واقع ہوئی ہے عیسائی قومیں بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک کارزار تھیں۔ جن کو علامہ شبلی نے الفاروق میں تفصیل سے لکھا ہے اور سوانح عمری حضرت اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی واقعہ کو لکھ کر طبری کا حوالہ دیا ہے۔ الفاروق کے چند جملے یہ ہیں۔ یہ جوش یہاں تک پھیلا کہ نمر و تغلب کے سرداروں نے جو مذہبًا عیسائی تھے حضرت عمر رضی اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آج عرب عجم کا مقابلہ ہے۔ اس قومی معرکہ میں ہم بھی قوم کے ساتھ ہیں ۔ ان دونوں سرداروں کے ساتھ ان کے قبیلہ کے ہزاروں آدمی تھے اور عجم کے مقابلہ کے جوش میں لبریز تھے الخ

آگے لکھتے ہیں۔ مثنیٰؓ نے قوم کو للکارا کہ گھبراؤ نہیں یہ نامردانہ فعل ہے۔ عیسائی سرداروں کو جو ساتھ تھے بلا کر کہا کہ اگرچہ تم عیسائی ہو لیکن ہم قوم ہو آج قوم کا معاملہ ہے میں مہران پر حملہ کرتا ہوں۔

تم ساتھ رہتا۔ انھوں نے لبیک کہی مثنیٰ نے ان سرداروں کو دونوں بازوؤں پر لے کر دھاوا کیا الخ

اس کے بعد لکھتے ہیں دیر تک بڑے گھمسان کی لڑائی رہی۔ انس ابن بلال جو عیسائی سردار تھا۔ اور بڑی جان بازی سے لڑ رہا تھا زخم کھا کر گرا۔ مثنیٰ نے خود گھوڑے سے اتر کر اُس کو گود میں لیا۔ اور اپنے بھائی مسعود کے برابر لٹا دیا۔ ان واقعات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ضرورت کے وقت غیر مسلموں سے امداد لیجا سکتی ہے۔ اور اُن کو شریک عمل کیا جا سکتا ہے بناءً علیہ قوم ہنود سے جو اسوقت مسلمانوں کے محارب نہیں صلح کرنا اور اُن کو شریک عمل کرنا شرعاً جائز ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ ایسے تعلقات یا ایسی شراکت عمل جس میں مذہب اسلام کو ضرر پہونچے۔ اور کفار کے مذہب کی تائید ہو۔ کسی حال میں جائز نہیں۔ چنانچہ اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ تجارتی تعلقات یا فوجی ملازمت جن کی وجہ سے گورنمنٹ عزہ ہوکر مسلمانوں کو تباہ کر رہی ہے۔ یہی وہ تولے ہے جس سے قرآن پاک نے جابجا منع فرمایا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اس مسئلہ کی تصدیق جناب پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی کے اس خط سے ہوتی ہے جو جناب حضرت

خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین دربار سیال
شریف کی خدمت میں تحریر کیا گیا ہے۔ جناب پیر صاحب
کی عبارت یہ ہے "دنیوی معاملت جس میں اسلام پر
ضرر نہ ہو۔ بغیر مرتدین کسی کافر سے مطلقاً بتصریح فقہاء
حرام نہیں"۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ جو معاملات
اسلام کو ضرر رساں نہ ہوں وہ کفار کے ساتھ جائز ہیں۔
تو وہ معاہدہ جس میں بجائے ضرر کے نفع کی غالب
امید ہو کیوں جائز نہ ہوگا

محمد حسین عفی عنہ

---

المجیب

محمد حسین عفی عنہ مدرس دارالعلوم
ضیاء شمس الاسلام سیال شریف

---

العبد

حررہ خادم العلماء والفقراء
ادنیٰ از خدام حضرت خواجہ پیر
سیال رضی اللہ ساکن شہر
گھیانہ - غلام حسین نقشبندی

العبد

حررہ المسکین احمد الدین میانوالی
خادم دربار عالیہ سیال شریف بقلم خود

---

الجواب صحیح
وہذا التحریر تفسیر آیۃ لَا ینہٰکُمُ
اللّٰہ عَنِ الَّذِیْنَ
لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ
وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِنْ
دِیَارِکُمْ الآیۃ

فقیر محمد ضیاء الدین سیالوی

---

الجواب صحیح

حررہ محمد امین نکوچی مقیم دربار سیال
شریف

---

الجواب صواب بلا ارتیاب

سعید احمد لکھنوی صدر مدرس و
مفتی مدرسہ عربیہ گنبدان پانی پت
و ناظم مدرسہ رفاہ المسلمین لکھنؤ۔

---

ہذا ہو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال
جمال الدین کوٹھیالوی ضلع
گجرات

---

بیشک موجودہ حالت میں قوم ہنود کے
ساتھ مصالحت کرنا اور حدود مذاہب
کو محکم طریقہ سے محفوظ رکھتے ہوئے
اُن کے ساتھ اتحاد کرنا اور اُن سے
مدد لینا درست ہے اور روایات و
آثار سے ثابت ہے کما حققہ المجیب العلام
فقط۔ واللہ اعلم بالصواب
کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ
مفتی مدرسہ دیوبند ۱۹۔ ربیع اول ۱۳۳۹ھ

---

الجواب صواب
محمد انور عفا اللہ عنہ۔

---

الجواب صحیح
محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین درصورت ہائے مذکورہ ذیل

(۱) خلافت اسلامیہ کے متعلق جد وجہد میں حصہ لینا بموجب حکم شرعی کس حد تک ہے۔

(۲) جو شخص بموجب عہدہ دار سرکاری ہونے کے جلسہ خلافت اپنے شہر یا اپنے محلہ یا مسجد میں روکے۔

(۳) جو شخص رضاکاروں کو راستہ سے گذرتے ہوئے زدوکوب کرے اور نہایت بیہودہ بولے اور جھنڈے (کہ جن پر صرف کلمہ یا اللّٰہ اکبر ہو) چھین کر پولیس کے حوالہ کرے از روئے شرع شریف کیا حکم ہے۔

بینوا توجروا

## تمہید الجواب

باسمہ سبحانہ۔ قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل انجام دیئے اللہ کا اُن سے وعدہ ہے کہ اُنہیں زمین کی خلافت دیگا ٹھیک اُسیطرح جسطرح پچھلی قوموں کو دی جاچکی ہے۔ اور ایسا کریگا کہ

دینهم الذی ارتضی لهم
ولیبدلنهم من بعد خوفهم
امناً
یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئاً ومن کفر بعد
ذلک فاولئک هم الفسقون

اُن کے لئے اُن کا دین حق قایم
ہو جائیگا اور خوف کی گھڑیاں امن
کی خوشحالی وکامرانی سے بدل دی
جائیں گی - میری عبادت کریں میرے
ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناویں -
اور جس نے اُس کے بعد کفر کیا وہی
فاسق ہوں گے -

پارہ ۱۸ - سورۂ نور -

وفی شرح العقاید النسفیة ثم
الاجماع علی ان نصب الامام واجب
وانما الخلاف فی انه یجب علی الله او
علی الخلق بدلیل سمعی او عقلی والمذهب
انه یجب علی الخلق سمعاً - لقوله علیه السلام
من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات
میتة جاهلیة ولان الامة قد جعلوا اهم
المهمات بعد وفات النبی صلی الله علیه
واله وسلم نصب الامام حتی قدموه علی
الدفن وکذا بعد موت کل امام ولان
کثیرا من الواجبات الشرعیة یتوقف علیه
انتهی من علینہ صفحہ ۱۰۹ -

یعنی شرح نسفی میں ہے کہ تمام علماء کا
اسبات پر اتفاق ہے کہ امام کا مقرر
کرنا واجب ہے اور صرف اختلاف
اسبات میں ہے - کہ اللہ تعالے کے لئے پر واجب
ہے یا خلق پر دلیل نقلی یا عقلی کیساتھ
اور مذہب یہ ہے کہ لوگوں پر واجب
ہے امام کا مقرر کرنا دلیل سمعی کے ساتھ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ اپنے
زمانہ کے امام کو نہ پہچانا تو اُس کی موت
جاہلیت کی موت ہوئی - دوسرا اسواسطے
کہ امت نے امام کے مقرر کرنے
کو نہایت مقصود جانا یہانتک کہ اسکو
سید الکونین کے دفن پر مقدم کیا اور

اسیطرح ہر خلیفہ کی موت کے بعد تبسرا
اسواسطے کہ بہت سے واجبات شرعیہ
اسی پر موقوف ہیں

اور نیز اس سے شرح عقائد نسفی میں ہے

والحدیث فی صحیح مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات بغیر امام مات میتۃ جاہلیۃ۔

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی موت بغیر امام کے ہو اسکی موت جاہلیت کی موت ہوئی۔

وفی روایۃ المسلم ایضاً مرفوعاً من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاہلیۃ انتہی من عینیہ صفحہ ۵۱۳۔

یعنی مسلم کی دوسری روایت میں مرفوعاً ہے کہ جس شخص کی موت کی ایسی حالت میں ہوئی کہ اسکی گردن میں بیعت امام کی نہیں تو وہ موت جاہلیت کی ہوئی۔

خلافت اسلامیہ جسکا دوسرا نام حمایت دین اللہ ہے اس میں حصہ لینا حسب استطاعت وطبق منصبت ہر ایک مسلمان کا بحیثیت اسلامی موکدترین فرض ہے خواہ عالم ہو یا جاہل رومی ہو یا زنگی۔ عربی ہو یا عجمی امیر ہو یا فقیر۔ ملبندی ہو یا سندھی۔ علی الخصوص جبکہ اعداء اسلام نے اس خلافت کو معرض زوال میں ڈالدیا ہو۔

قال اللہ تعالے یا ایہا الذین امنو اکونوا انصار اللہ پارہ ۲۸ سورۂ صف۔

یعنی اے ایمان والو ہوجاؤ مدد کرنے والے اللہ تعالے کے، یعنی اوس کے دین کی مدد کرو۔ پارہ ۲۸ سورۂ صف

اس میں کسی فرد بشر کی خصوصیت نہیں ہے اور نہ ہی کسی دنیا پرست طالب جاہ کا اس سے استثناء۔

ہاں صرف ایمان کا ہونا اس میں شرط ہے اگر ایمان ہے تو اسلام کی مدد فرض ہے اگر ایمان نہیں تو اسلام اُسکی مدد سے مستغنی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں بہت جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نور اسلام کو خود تمام وکمال کر دیگا اگرچہ کافر مشرک لوگ اسکو ناپسند کریں۔

زمانہ حال میں نصرت اسلام کا اعلےٰ ذریعہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے جسکی وجہ سے اُمت مرحومہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امۃ کے خطاب سے سرفراز ہوئی۔

| | |
|---|---|
| کنتم خیر امۃ اخرجت | یعنی ہو تم اچھی اور بہترین امت |
| للناس تأمرون بالمعروف | جو قایم کی گئی ہے لوگوں کے لئے امر |
| وتنہون عن المنکر پارہ ۴۔ | کرتے ہوئے ساتھ نیک کاموں |
| وقال اللہ تعالےٰ حاکیا عن لقمان | کے اور بُرے کاموں سے منع |
| وامر بالمعروف وانہ عن | کرتے ہو تم۔ سورۃ آل عمران |
| المنکر واصبر علی ما اصابك | یعنی نیک کاموں کا امر کر اور بُرے کاموں |
| ذلك من عزم الامور | سے منع کر اور تکلیف پہونچنے پر صبر |
| | کر۔ کیونکہ یہ واجبات امور سے ہے |

اس آیۃ کریمہ نے علاوہ فرضیت امرِ معروف کے یہ بھی بتادیا کہ امر معروف ونہی عن المنکر کی تعمیل سے طرح طرح کی صعوبتیں اور تکالیف کا سامنا ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ اسپر صبر کرنا اور استقلال اور ہمت مردانہ کو ہاتھ سے نہ دینا۔

اسی لئے شارع علیہ السلام نے نہی عن المنکر کے تین درجہ مقرر فرما کر ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ان کے بغیر رائی کے دانہ کیقدر بھی ایمان نہیں یعنے جو ان تینوں اقسام

تین اقسام سے کیسکو بھی ادا نہ کرے تو وہ مومن نہیں رہ سکتا۔

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رائی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان رواہ مسلم و فی روایۃ ولیس وراء ذلک حبۃ خردل من الایمان

یعنی فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ناجائز کام کو دیکھے تو اسکو ہاتھوں سے صاف کردے اور اگر ہاتھوں کی طاقت نہیں تو زبان سے تبلیغ و تفہیم کرے اور اگر زبان کی بھی طاقت نہیں تو اُسکو دل میں برا جانے اور یہ ضعف ایمان سے ہے اور ان سے بغیر رائی کے دانہ بھر بھی ایمان نہیں۔

اس حدیث شریف نے تینوں مدارج فرما دئیے (اول) تو اسکو ہاتھوں سے تنبیہ کرے اور مجرم کو خوب مار پیٹ کر سیدھا کر دے تاکہ اُسکو نصیحت اور دوسروں کو عبرت ہو۔ (دوئم) اگر ہاتھوں سے سمجھانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے خوب تفہیم کرے اور نرمی اور گرمی ہر طرح سے اُسکو براہ راست لاوے۔ (سوئم) اگر یہ بھی نہیں کرسکتا تو اسکو دل میں برا جانے اور یہ قسم اخیر ضعف ایمان کی خاص علامت ہے۔ اور اگر ہر سہ کی ادائی سے قاصر رہے اور اُن میں سے کوئی کام بھی نہ کرے تو مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ ان تینوں مدارج نہی عن المنکر کے اشخاص اپنی اپنی حیثیت اور منصب کے مطابق ہیں۔ مثلاً امراء و حکام دستی ہدایت کرنے پر قادر ہیں اُنکے لیے پہلا قسم مخصوص ہے اور علماء و صلحاء کے

لئے ثانی اور عوام کے لئے ثالث جیسا کہ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی قطب ربانی سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے۔

فاذا ثبت وجوب الانکار فالمنکرون ثلثۃ اقسام قسم یکون انکارہم بالید وہم الائمۃ والسلاطین والقسم الثانی انکارہم باللسان دون الید وہم العلماء والقسم الثالث انکارہم بالقلب وہم العامۃ صفحہ ۱۳۶

یعنی جب نہی عن المنکر کا وجوب ثابت ہو گیا تو انکار کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں (اول) وہ لوگ جو ہاتھ سے انکار کر سکتے ہیں جیسا کہ امام اور بادشاہ (دویم) جو ہاتھ سے انکار نہ کر سکیں بلکہ زبان سے کریں۔ جیسا علماء (سویم) وہ جو صرف دل سے انکار کریں جیسا کہ عوام لوگ ہیں۔

اس تقریر سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ اعلےٰ پیمانہ کے شخص کو اونے منصب اختیار نہ کرنا چاہیئے۔ مثلاً امراء صرف زبانی اور دلی انکار پر اکتفار نہ کریں بلکہ اگر ضرورت ہو تو دستی طاقت صرف کریں اور نہ ہی علماء و مقتدایان امت محمدیہ صرف دلی انکار پر اکتفا کریں۔ بلکہ زبانی انکار جو ان کے منصب کے مناسب اس سے دریغ نہ کریں۔

اور دل سے برا جاننے کا یہ مطلب نہیں کہ اعداء دین کے ساتھ دل میں رنج ہو اور ظاہر میں ان کے ساتھ تعلقات دوستانہ و ارتباط مخلصانہ رکھے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ جملہ تعلقات و معاملات اس سے قطع کر دے۔ جسکا معنے بمحاورہ زمانہ موجودہ (ترک موالاۃ) (عدم تعاون) نزل ورتن ہے مان لیا کہ آجکل مسلمانوں کو خلافت اسلامیہ کے بحال کرنے کی دستی

طاقت تو ہرگز نہیں۔ اسلئے ان سے امر معروف کا قسم اول تو ہو نہیں سکتا لیکن باقی دو قسم یعنے زبانی مطالبہ اور دلی مقاطعہ تو ہر ایک مسلمان سے ہو سکتا ہے اور اس سے کافی امید کامیابی کی ہی ہے بشرطیکہ اتفاق اور اتحاد کو جانے نہ دیں۔

زبانی مطالبہ کی یہ صورت ہے کہ تمام اہل اسلام یک جان ایک زبان ہو جائیں اور عام جلسے منعقد کریں۔ جن میں تمام اہل حل وعقد جمع ہو کر اپنا مافی الضمیر ظاہر کریں۔ جس سے یہ ثابت ہو جاوے گا کہ یہ تمام اہل مجلس حکومت کے فلاں فعل ناشائستہ سے ناراض ہیں۔ اور ایسے جلسات عموماً ہر ایک شہر اور ہر گاؤں میں ہوتے رہیں۔

اور مقاطعہ کی یہ صورت ہے کہ تمام افراد رعیت حکومت سے قطعاً تعلق نہ رکھیں وکلاء وکالت کو چھوڑ دیں اور ملازمین نوکری سے استعفاء دیکر گھروں میں بیٹھ جائیں۔ معاونین اعانت سے ہاتھ کھینچ لیں اور عدالت کے کسی کمرہ میں قدم نہ رکھیں تمامی مقدمات اپنی قومی پنچایت کے ذریعہ فیصلہ کرائیں۔ غالباً حکومت اپنی رعیت کی ناراضگی دیکھ کر متاثر ہو جس سے وہ ان کے تمام مطالبے پورے کر دے گی۔ علاوہ ازیں تجارتی منافع کہ جس پر حکومت کا دار ومدار ہے اسکو بھی روک لیں یعنے ولائیت کا مال بالکل خرید نہ کریں۔ بلکہ کل اشیاء دیسی استعمال میں لاویں۔ یہ تمام امور امن وآرام سے ہونے چاہئیں۔ تو غالب امید ہے کہ حکومت اپنے افعال ناشائستہ سے باز آکر رعیت کی خوشنودی اور خوشحالی کی کوشش کرے گی اور حقوق واپس کر دے گی۔

امام الائمہ حضرت امام غزالی احیاء العلوم صفحہ میں اس مسئلہ پر زیادہ
روشنی ڈالی ہے ۔

اعلم ان اول الامر بالمعروف
التعریف وثانیہ الوعظ و
ثالثہ التخشین فی القول ورابعہ
المنع بالقہر فی الحمل علی الحق
بالضرب والعقوبۃ والجائز
من جملۃ ذلک مع السلاطین
الرتبتان الاولیان وھما
التعریف والوعظ واما المنع
بالقہر فلیس ذلک لاحاد
الرعیۃ مع السلطان فان
ذلک یحرک الفتنۃ ویہیج
الشر ویکون ما یتولد منہ
من المحذور اکثر واما التخشین
فی القول کقولہ یا ظالم یا من
لا یخاف اللہ وما یجری مجراہ
فذلک ان کان یحرک فتنۃ
یتعدی شرھا الی غیرہ لم
یجز وان کان لا یخاف الا علی
نفسہ فھو جائز بل مندوب

یعنی امر معروف کا پہلا درجہ نرمی سے
سمجھانا اور دوسرا نصیحت اور تیسرا
سختی سے کہنا اور چوتھا مار پیٹ کر
منع کرنا ہے اور بادشاہ اسلام کیساتھ صرف
درجہ اول و دوم جائز ہے یعنی نرمی
کے ساتھ فہمائش اور نصیحت
اور چہارم درجہ یعنی مار پیٹ کرنا یہ کسی
رعیت کو بادشاہ اسلام کے ساتھ جائز
نہیں کیونکہ اس سے فتنہ اور شر پیدا ہوتا
ہے اور اسمیں بڑے فساد برپا ہوتے
ہیں ۔ اور تیسرا درجہ یعنی سخت کلامی
ان کے ساتھ جیسا کہ اے ظالم اے
خدا سے نہ ڈرنیوالا یا ایسے دیگر الفاظ
اگر اُن سے ایسا فتنہ برپا ہوتا ہو جو
دوسروں کیطرف تجاوز بھی کر جاوے
تو ہرگز جائز نہیں اور اگر صرف اپنی جان
کا خوف ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے ۔
کیونکہ سلف کی عادت اپنے آپ کو
خطرہ میں ڈالنا اور انکار سے پیش آنا

اليه فلقد كان من عادة
السلف التعرض للاخطار و
التصريح بالانكار من غير
مبالاة بهلاك المهجة والتعرض
لانواع العذاب لعلمهم بان
ذلك شهادة قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم خير الشهداء
حمزة بن عبد المطلب ثم رجل
قام الى امام فامره ونهاه
فى ذات الله تعالى فقتله على
ذلك وقال صلعم افضل الجهاد
كلمة حق عند سلطان جابر و
وصف النبى صلعم عمر رض فقال قرن
من حديد لا تاخذه فى الله
لومة لائم وتركه قوله الحق ماله
من صديق ولما علم المتصلبون
فى الدين ذلك وانه اذا قتل
فهو شهيد كما وردت به الاخبار
قدموا على ذلك موطنين
انفسهم على الهلاك ومحتملين
انواع العذاب وصابرين فى

تھی اس سے اُن کو نہ ہلاکت کی پروا
اور نہ عذاب کا ڈر تھا۔ کیونکہ اُن کو
شہادت کا یقین تھا۔ اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر شہیدوں کا
امیر حمزہ ؓ ہیں۔ پھر وہ شخص جو بادشاہ
کو امر و نہی کرے احکام شرعیہ میں جس
سے بادشاہ اُسکو قتل کر دے اور نیز
حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان
ہے کہ سب سے بہتر جہاد حق کا کلمہ
کہنا بادشاہ ظالم کے پاس ہے۔ اور
حضرت عمر رض کی آپنے صفت کرتے
بیان فرمایا کہ لوہے کا ٹکڑا ہے۔ جو
اُسکو ملامت کرنے والے کی ملامت
نہیں روکتی اور اُسکو حق گوئی نے
لوگوں سے علیحدہ کرا دیا ہے۔ اسکا
کوئی دوست نہیں اور جب مضبوط
دین والوں نے ان حالات کو معلوم
کر لیا۔ اور یہ بھی جان لیا کہ اگر قتل
کئے گئے تو شہید ہوں گے۔ جیسا کہ
احادیث میں وارد ہے تو اس کام پر
آ گئے اپنی جانوں کو ہلاکت پر قائم کرتے ہوئے

ذات اللہ تعالیٰ و محتسبین بما یبذلونہ من مہجہم عند اللہ انتہے من سینہ جلد ثانی صفہ ۲۰۸

اور عذاب کو برداشت کرتے ہوئے اور ذات الٰہی میں صبر کرتے ہوئے اور ثواب جانتے ہوئے اُس چیز سے جو خرچ کرتے ہیں اپنی عزت کو اللہ تعالےٰ کے نزدیک۔

اس عبارت سے حسب ذیل امور کی ہدایت کی (۱) بادشاہ اسلام کے ساتھ مقابلہ ضرب و عقوبت کا کسی فرد رعیت کو جائز نہیں (۲) فہمایش اور نصیحت کرنا ہر ایک فرد رعیت کا بادشاہ کو جائز ہے (۳) سخت کلامی سے بادشاہ کو سمجھانے کی دو صورتیں ہیں (الف) جبکہ اُس میں فتنہ عام برپا ہونیکا خوف ہو (ب) جبکہ صرف اپنی جان کے تلف ہو جانے کا خوف ہو۔ پہلی صورت ناجائز دوسری جائز بلکہ مستحب (۴) سلف صالحین کا بھی یہی عملدرامد رہا ہے کہ بادشاہان وقت کو امر معروف کرتے رہے ہیں اور اپنی جان و مال و عزت کو بہ نسبت نصرۃ اسلام کے ہیچ سمجھتے تھے۔ حضرت مولینا عارف جامی فرماتے ہیں

آنکس کہ ترا بخواست جان را چہ کند
فرزند و عیال و خانماں را چہ کند۔

اس سے ہادیان قوم و حامیان اسلام و فدایان ملت و عاشقان خلافت اسلامیہ کے کارناموں کی صداقت و حقانیت بخوبی ظاہر ہوگی جس سے ہم تمام اہل اسلام کو سبق سیکھنا اور پھر قدم بقدم اتباع کرنا چاہیئے۔ خواجہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

باقی رہے وہ لوگ جو خلافت اسلامیہ کی مجالس میں شرکت نہیں کرتے وہ تین حالوں سے خالی نہیں (اول) یہ کہ حکومت کی اس حرکت ناشائستہ پر راضی ہیں جیسا کہ جی حضورئے دست بچنئے وممبران کونسل اور اُن کی مذمت کلام الٰہی وحدیث شریف میں موجود ہے۔

قال اللہ تعالیٰ من یتولھم منکم فانہ منھم پارہ ۶ سورہ مائدہ

یعنی جو شخص دوست رکھتا ہے کفار کو تم میں سے پس انہیں سے ہے۔

ولن ترضی عنک الیھود و لا النصاری حتی تتبع ملتھم پارہ اول سورہ بقرہ

یعنے راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود ونصاری یہاں تک کہ تو ان کے دین کی تابعداری نہ کرے۔

اور حدیث شریف میں عرس بن عمیرہ سے مروی ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عملت الخطیئۃ فی الارض من شھدھا فکرھھا کان کمن غاب عنھا ومن غاب عنھا فرضیھا کان کمن شھدھا رواہ ابو داؤد۔

یعنے جب زمین پر گناہ کئے جائیں۔ جو شخص حاضر ہوا اور اُن گناہوں کو ناپسند کرے تو وہ مانند اس شخص کے ہے جو غائب ہے اور جو غائب ہو کر راضی ہو تو وہ مثل حاضر کے ہے

(دوئم) وہ لوگ ہیں جو حکومت کی اس حرکت نازیبا پر راضی تو نہیں مگر کسی لالچ دنیا وعزت وجاہ میں اکثر دین کی پرواہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر حکومت ناراض ہوگئی تو یہ جاگیر وعزت جو سرکار کی طرف سے ملی ہوئی ہے سب چلی جائے گی جس سے ہم نادار اور ذلیل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ملازمین وجاگیرداران وآنریری مجسٹریٹ وخطاب یافتگان ہیں۔ اور ان کی مذمت میں بھی کلام الٰہی وحدیث شریف وارد ہے۔

قال اللہ تعالیٰ بشر المنافقین بان لھم عذابًا الیمًا الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا ۔ پارہ ۵۔ سورۃ النساء

یعنی ان منافقوں کو عذاب دردناک کی خوشخبری دیجئے جو سوائے مومنین کے کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا چاہتے ہیں اُن کے ہاں عزت پس تحقیق تمام عزت اللہ ہی کیواسطے ہے

اور امام شمس الائمہ سرخسی نے حدیث علیٰ ذکر کی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا بری من کل مسلم مع مشرک ای تحت لوائہ

یعنے میں ہر اُس مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرک کے ساتھ ہو یعنے اُسکے جھنڈے کے نیچے ہو۔

(سوئم) وہ لوگ ہیں جو نہ ان حرکات مذمومہ کو پسند کرتے ہیں اور نہ طمع دنیا کا اُن سے رکھتے ہیں اور نہ جاہ طلبی کی اُن کو خواہش ہے۔ الا وہ موت سے سخت ڈرتے ہیں اور جان کو ایسا عزیز جانتے ہیں کہ اُس کے مقابلہ میں خدا اور اُس کے رسول کے فرمان کی ذرا بھر پرواہ نہیں کرتے اور ایسی گہری نیند میں سوئے ہیں کہ یہ گرداب عالمگیر ان کو کروٹ بدلنے تک بھی نہ اسکا حق گوئی سے ساکت ہیں حق بینی سے مبہوت ہیں۔ جیسا کہ رہبان دگوشہ نشینان وغیرہ جانب داران اسلام ہیں۔ ان کے حق میں بھی کلام الٰہی و حدیث شریف موجود ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین

یعنے اُن سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو اگر ہو تم ایمان والے

پارہ ۴۔ سورۂ آل عمران

قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملٰقیکم ثم تردون الی عالم الغیب والشہادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون ۝

(پارہ ۲۸ - سورۃ جمعہ)

یعنی فرما دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں ضرور ملنے والی ہے پھر غیب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ پھر تم تمام اُن کاموں کی جو کرتے ہو تمکو خبر دے دیگا۔

قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا - پارہ ۲۱ سورہ احزاب

قل من ذا الذی یعصمکم من اللہ ان اراد بکم سوءا او اراد بکم رحمۃ ولا یجدون لہم من دون اللہ ولیا ولا نصیرا ۝

(پارہ ۲۱ - سورہ احزاب)

یعنی فرما دیجئے کہ نفع نہ دیگا۔ تمکو بھاگنا اگر موت یا قتل سے بھاگو تم اور اسوقت نفع نہ اٹھاؤ گے - مگر تھوڑا سا - فرما دیجئے کہ اللہ تعالے کے تمہارے حق میں تکلیف پہونچانے کا ارادہ کرے یا نعمت دینے کا ارادہ کرے اور سوائے اللہ تعالے کے کوئی دوست اور مددگار اپنے لئے نہ پاؤ گے۔

[illegible]

عن جریر رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیہم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیہ فلا یغیروا الا اصابہم اللہ بعقاب قبل ان یموتوا - رواہ ابوداود ۔

وفی روایۃ الترمذی عن ابی سعید

یعنی کوئی مرد نہیں ہے ایسی قوم میں جن میں گناہ کئے جاتے ہیں اور اُن کو مرد کی طاقت رکھتے ہوئے بھی روکنا - مگر پہونچاتا ہے اللہ تعالے اُن کو عذاب اُن کے مرنے سے پہلے۔

الخدری رضی اللہ عنہ قال ولایمنعن احدأمنکم ھیبۃ الناس ان یقول بحق اذا علمہ ۔ مشکوٰۃ شریف باب الامر بالمعروف

یعنی لوگوں کی ہیبت تمہیں حق گوئی سے منع نہ کرے ۔ جب حق کو پہچان لیں ۔

وعن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ عزوجل الی جبرئیل علیہ السلام ان اقلب مدینۃ کذا وکذا باھلہا فقال یارب ان فیہم عبدک فلانا لم یعصک طرفۃ عین قال فقال اقلبہا علیہ وعلیہم فان وجہہ لم یتمعر فیّ ساعۃ قط (مشکوٰۃ شریف باب مذکور)

یعنی وحی بھیجی اللہ تعالےٰ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف کہ فلانے اور فلانے شہر کو مع اہل اُسکے الٹ دو ۔ پھر کہا جبرئیل نے اے رب میرے اس میں تیرا فلاں بندہ ہے کہ اُس نے کبھی ایک لحظہ بھی گناہ نہیں کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ الٹ دو اس بستی کو اسپر اور اُنپر اسلئے کہ منہ اس بندے کا کبھی متغیر نہیں ہوا ۔ بہ سبب ذنبا میرے کے ایک ساعت ہرگز ۔

افسوس ہے اُن حضرات پر جنکی ایسے نازک وقت میں بھی جبکہ اسلام کے فنا اور بقاء کا مسئلہ درپیش ہے مہر سکوت نہیں ٹوٹتی ۔ غیر اللہ کے خوف نے اُن کو بے حس و بے حرکت کردیا ہے کیا اُن کو کعب بن مالک اور اس کے ہر دو ہمراہیوں کا واقعہ نہیں پہونچا کہ جو باوصف ایک جلیل القدر صحابی ہونے کے ایک ذرہ سی سستی اور کاہلی کیوجہ سے مورد عتاب ہوگئے ۔ اس واقعہ کی تفصیل کتب احادیث و تفاسیر میں بالبسط مذکور ہے ۔

مجمل قصہ انکا یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں شامل ہونے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو عام حکم دیا تھا جسپر تمام صحابہ شوق و ذوق سے شریک ہوئے صرف یہ تین صحابی بہ سبب سستی کے نہ بسبب انکار و ضعف ایمان کے شریک نہ ہو سکے جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کے وقت تمام مسلمانوں کو ترک تعلقات (نامل ورتن) کا حکم فرمایا یہانتک کہ اُن کی بیبیوں کو بھی حکم ملا کہ اُن سے الگ ہو جائیں اور اُن سے کوئی واسطہ نہ رکھیں یہ آزمائش اور عتاب اُنپر پورے پچاس دن تک برابر جاری رہا۔ اور جب تک وحی آسمانی نے اُن کی دستگیری اور معافی نہ کی اُس وقت تک وہ اس مصیبت میں گرفتار رہے۔

وعلى الثلثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله هو التواب الرحيم

پارہ ۱۱ - سورۂ توبہ

یعنی اور وہ تین آدمی جو جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے (اور ان کا معاملہ فیصلہ الٰہی کے لئے ملتوی کر دیا گیا تھا) جب اُنکا یہ حال ہوا کہ تمام مسلمانوں نے اُن کو چھوڑ دیا (زمین باوجود اپنی وسعت کے اُن پر تنگ ہو گئی۔ اپنی زندگی سے بیزار ہو گئے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالےٰ سے پناہ نہیں ہے۔ مگر اُسی کی طرف تو پھر اللہ تعالےٰ نے اُن کی توبہ قبول کر لی۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اور خطاکاروں کے لئے مہربانی رکھتا ہے۔

بجائے غور ہے کہ تھوڑی سی غفلت کی وجہ سے ایسے جلیل القدر اصحابیوں کو غائیت درجہ کی سزا دی گئی - تو ان حضرات کا کیا حشر ہوگا جو اسلامی خدمات کے نام سے گھبرا لیتے ہیں - واقعی اگر فریضہ وفلع کو اسقدر اہمیت نہ دیجاتی اور غفلت اور سستی کا ایسا قوی علاج نہ کیا جاتا تو یہ اسلامی باغ مدت سے باد خزاں کے ہاتھوں لٹ چکا ہوتا - اور ہمارے دماغ اسکی خوشبو سے محروم ہوتے -

یہ حال تو اُن لوگوں کا ہے جو دل میں اگرچہ درد اسلامی رکھتے ہیں - مگر سستی وغفلت کے سبب سے خدمت اسلامی سے محروم رہجاتے ہیں - رہے وہ حضرات جو مرض دہن میں مبتلا ہیں - حکام مجازی کے ڈر نے اُن کے دل اور ایمان پر قبضہ کرلیا ہوا ہے اور فانہ منکم کے درجہ کو پہونچ چکے ہیں بجائے خدمت اسلام کے اسلام سے عناد وکینہ رکھتے ہیں اسلامی مجالس کو پراگندہ کرنے میں ساعی ہیں - اور جمعیت علماء اور اجماع امت کے خلاف رویہ رکھتے ہیں اُن کے لئے خدائی فتویٰ یوں ہے -

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ط پارہ ۵ سورہ نساء

یعنی جو شخص مخالفت کرے رسول کی ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد اور مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلا پھیریں گے ہم اوسکو اُسطرف جسطرف اُسکا رخ ہوا - اور پہونچائیں گے اسکو دوزخ میں اور وہ بری جگہ ہے -

عن ثوبان رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک الامم

یعنی ثوبان سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الی قصعتہا فقال قائل ومن قلۃ نحن یومئذٍ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المہابۃ منکم ولیقذفن اللہ فی قلوبکم الوہن فقال قائل یا رسول اللہ وما الوہن قال حب الدنیا وکراہیۃ الموت رواہ ابوداؤد

کہ عنقریب تم پر کفار چڑھ دوڑینگے۔ جیسے بھوکے لوگ دسترخوان پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا اُس دن ہم تھوڑے ہوں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اُسدن بہت ہوگے ولیکن تم مانند کوڑا کرکٹ کے ہوگے جو بسبب طغیانی پانی کے بہہ جاتا ہے اور البتہ نکال ڈالے گا اللہ تعالےٰ تمہارا رعب تمہارے دشمنوں کے سینوں سے اور البتہ ڈالیگا اللہ تعالےٰ تمہارے دلوں میں سستی کہا کہنے والے نے یا رسول اللہ اور کیا ہے سستی فرمایا دنیا کی محبت اور حقارت موت کا ناپسند کرنا۔

اور امام غزالی رحمت اللہ تعالےٰ احیاء العلوم میں حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت کرتے ہیں

عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال کیف انتم اذا طغی نساءکم وفسق شبابکم وترکتم جہادکم قالوا وان ذالک لکائن یا رسول اللہ قال نعم والذی نفسی بیدہ

یعنے کیا حال ہوگا جب عورتیں تمہاری سرکش ہوجائیں اور نوجوان تمہارے فاسق بنجائیں اور جہاد کو تم چھوڑ دیگے صحابہ نے عرض کیا کہ کیا یہ بات

واشد منہ سیکون ۔



قالو وما اشد منہ یارسول اللہ قال کیف انتم اذا لم تامروا بمعروف ولم تنہوا عن منکر قالوا الکائن ذلک یا رسول اللہ قال نعم والذی نفسی بیدہ واشد منہ سیکون قالوا و ما اشد منہ یارسول اللہ قال کیف انتم اذا رأیتم المعروف منکراً والمنکر معروفاً قالوا الکائن ذلک یارسول اللہ قال نعم والذی نفسی بیدہ و اشد منہ سیکون قالوا وما اشد منہ یارسول اللہ قال کیف انتم اذا امرتم بالمنکر ونہیتم عن المعروف قال الکائن ذلک یارسول اللہ قال نعم والذی نفسی بیدہ واشد منہ سیکون یقول اللہ تعالےٰ بی حلفت لاتیحن لہم فتنۃ یصیر الحلیم فیہا حیران

ہونے والی ہے یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میرا نفس ہے اور اس سے بھی سخت بات ہونیوالی ہے ۔

صحابہ نے عرض کیا اس سے سخت کیا ہوگا یارسول اللہ آپ نے فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا جب نیک کاموں کا امر کروگے اور نہ برائیوں سے روکوگے انہوں نے عرض کیا کیا یہ بھی ہونے والا ہے یارسول اللہ فرمایا کہ ہاں قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میرا نفس ہے اور اس سے بھی سخت ہوگا صحابہ نے عرض کیا کہ اس سے کیا سخت ہوگا۔ فرمایا حضور نے کیا حال ہوگا تمہارا جبکہ تم اچھی باتوں کو برا خیال کروگے اور بری باتوں کو اچھا جانوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کیا یہ بھی ہونیوالا ہے یارسول اللہ فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات پاک کی جو نفس میرا اسکے

انتہے من عن صفحہ ۱۸۹ - جلد ثانی -

قبضہ میں ہے اور اس سے بھی سخت امر ہوگا - عرض کیا اور اس سے کیا سخت امر ہوگا - یا رسول اللہ - فرمایا کہ جب بری باتوں کو تم امر کروگے اور اچھی باتوں سے تم رد کروگے - عرض کیا کہ یہ بھی ہونیوالا ہے یا رسول اللہ - فرمایا ہاں قسم ہے اُس ذات کی کہ نفس میرا اُسکے قبضہ میں ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ میں اُنپر ایسی بلا نازل کرونگا کہ بردبار بھی اس میں حیران رہ جاوینگے

حاصل یہ ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر ایک نہایت ضروری اور تاکیدی فرض ہے جسکے ترک کرنے سے غضب الٰہی کا مستحق بنتا ہے - جیسا کہ احادیث صحیحہ میں بالصراحۃ موجود ہے حضرت امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں -

عن عائشة رضی اللہ تعالے عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذب اہل قریة فیہا ثمانیة عشر الفا عملہم عمل الانبیاء قالوا یا رسول اللہ کیف قال لم یکونوا یغضبون للہ و لا یامرون بالمعروف ولا ینہون

یعنے گاؤں کے لوگوں پر عذاب نازل ہوا جسمیں اٹھارہ ہزار آدمی تو ایسے تھے جنکے عمل پیغمبروں جیسے تھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیونکر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے دشمنوں سے دشمنی نہیں رکھتے تھے

عن المنکر۔ انتہے عیسیٰ صفحہ ۱۸۷ (جلد ثانی)

اور نہ نیک کاموں کا امر کرتے اور نہ بُرے کاموں سے روکتے تھے۔

اس حدیث نے علاوہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے یہ بھی تبلا دیا کہ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں سے دشمنی رکھنی بھی ضروری ہے جسکے ترک کرنے سے عذاب الٰہی کے نزول کا سخت خطرہ ہے اور اسیکا نام مقاطع ترک موالات ہے جسکو آجکل کے علمار محققین نے اپنا معمول بہ قرار دیا ہے۔ حضرت امام غزالی احیار العلوم میں فرماتے ہیں۔

(عن ابی ذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ یارسول اللہ ہل من جہاد غیر قتال المشرکین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم یا ابابکر ان للہ تعالےٰ مجاہدین فی الارض افضل من الشہداء احیاءً مرزوقین یمشون علی الارض یباہی اللہ بہم ملائکۃ السماء وتزین لہم الجنۃ کما تزینت ام سلمۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکرؓ یا رسول اللہ ومن ہم فقال ہم الآمرون بالمعروف والناہون عن المنکر والمحبون فی اللہ والمبغضون فی اللہ۔ انتہے عیسیٰ صفحہ ۱۸۷ (جلد ثانی)

یعنی عرض کیا ابوبکرؓ نے یارسول اللہ صلعم کیا سوائے جنگ مشرکین کے کوئی اور جہاد بھی ہے فرمایا حضور نے ہاں ابوبکر بے شک زمین میں اللہ تعالےٰ کے مجاہدین ہیں۔ جو شہیدوں سے افضل ہیں زندہ ہیں کھاتے پیتے ہیں زمین پہ چلتے ہیں اللہ تعالےٰ آسمانی فرشتوں میں انہیں کے سبب فخر کرتا ہے اور آراستہ ہوتا ہے بہشت اُن کے لئے جیساکہ آراستہ ہوتی ہے ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے عرض کیا ابوبکرؓ نے وہ کون لوگ ہیں یارسول اللہ صلعم آپ نے فرمایا نیک کاموں کو امر کرنیوالے

اور برے کاموں سے روکنے والے
اور اللہ تعالےٰ کے دوستوں سے
دوستی رکھنے والے اور اللہ تعالےٰ
کے دشمنوں سے دشمنی رکھنے والے ہیں۔

اس حدیث شریف نے علاوہ ازیں امور مذکورہ بالا یعنے امر بالمعروف ونہی عن المنکر بتعلق فی اللہ کے ایک امر جو تھا یعنے حب فی اللہ بھی ثابت کردیا یعنے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ان چاروں چیزوں کو اپنا ضروری عملاً آمد رکھے اُن کے ترک کرنے سے میدان قیامت میں روسیاہی ہوگی

اب اسبات کا جاننا ضروری ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہر ایک مسلمان پر فرض ہے یا کہ خاص علماء وامراء بصورت اول اسمیں کسی بادشاہ وقت یا امیر علاقہ کی جانب سے ماذون ومجاز ہونا شرط ہے یا نہیں۔

محققین علماء نے اسکی یوں تنقید کی ہے کہ یہ ہر ایک مسلمان پر عام ازینکہ عالم ہو یا جاہل امیر ہو یا فقیر۔ ہندی ہو یا چینی فرض ہے اور اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ بادشاہ وقت سے ماذون ہو۔ جیسا کہ علامہ وہر امام نووی شارح صحیح مسلم کی شرح میں اسکی تشریح فرمادی ہے۔

قال العلماء ولا یختص الامر بالمعروف والنہی عن المنکر باصحاب الولایۃ بل ذلک ثابت لآحاد المسلمین قال امام الحرمین والدلیل علیہ اجماع المسلمین فان غیر الولاۃ فی الصدر الاول والعصر الذی یلیہ کانوا یامرون الولاۃ بالمعروف

یعنے علماء نے کہا ہے کہ امر معروف ونہی عن المنکر امیروں کے اور بادشاہوں کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ ہر ایک مسلمان کے لیئے ثابت ہے امام الحرمین نے کہا ہے کہ اسپر دلیل مسلمانوں کا اجماع ہے کیونکہ زمانہ صحابہ

ونهيهم عن المنكر بتقرير السلطين اياهم و ترك التوبيخ على التشاغل بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر من غير ولاية انتهى منه جلد اول صفحہ ۱۵

اور تابعین میں امیروں کو دوسرے لوگ امر معروف کرتے تھے اپر کسی نے نہ انکار کیا اور نہ اُن کو زجر کیا۔

غرض کہ امر معروف کرنا اسلام میں تاکیدی فرائض سے ہے جسکی ترک میں وعید شدید آئے ہیں۔ ایسے ضروری امر کو پس پشت کر دینا جملہ مسلمانوں سے عموماً اور مقتدایان اسلام سے خصوصاً اقبح الامور ہے۔

عن حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال والذی نفسی بیده لتامرن بالمعروف و لتنهون عن المنکر او لیوشکن الله ان یبعث علیکم عذابا من عنده ثم لتدعنه ولا یستجاب لکم رواه الترمذی

یعنے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ میرا نفس اُسکے قبضہ میں ہے البتہ نیک کاموں کا امر کیا کرو اور برے کاموں سے روکا کرو۔ یا عنقریب بھیجیگا اللہ تعالیٰ تمپر عذاب پھر دعا مانگوگے اور نہ قبول کیجاوے گی۔ تمہارے لئے۔

اب علامہ نووی اُن حضرات کی خبر لیتے ہیں جو اس امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو معمولی کام بلکہ فضول سمجھ کر اُسکو قطعاً ترک کر دیا ہے۔

واعلم ان هذا الباب اعنی باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر قد ضیع اکثره من ازمان متطاولة ولم یبق عنه فی هذا الزمان الا رسوم قلیلة جدا ۔

یعنے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا باب متروک ہوگیا ہے اکثر اسکا زمانہ دراز سے اور نہیں باقی رہا اُس سے اُن زمانوں میں مگر بہت تھوڑی سی رسمیں

باب عظیم به قوام الامر و ملاکه و اولی
کثیر الخیر عمّ العقاب للصالح والطالح
واولم یاخذوا علی ید الظالم اوشک
ان یعمّهم الله بعقابه قال الله تعالی
فلیحذر الذین یخالفون عن
امره ان تصیبهم فتنة او
یصیبهم عذاب الیم فینبغی
لطالب الآخرة وللساعی فی تحصیل
رضاء الله تعالی ان یعتنی بهذا الباب
فان نفعه عظیم ولا ییاس من ینکر علیه
لارتفاع مرتبته فان الله تعالی قال
ولینصرن الله من ینصره و
قال الله تعالی ومن یعتصم
بالله فقد هدی الی صراط
مستقیم وقال تعالی والذین
جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا
وقال تعالی احسب الناس
ان یترکوا ان یقولوا آمنا وهم
لا یفتنون ولقد فتنا الذین
من قبلهم فلیعلمن الله
الذین صدقوا ولیعلمن

حال آنکہ یہ بڑا کام ہے اسی پر انتظام
اور دار و مدار امور شرعیہ کا ہے۔ اور
جبکہ خباثتیں عام طور پر پھیل جائیں
عام ہو جاتا ہے عذاب نیکوں اور
بدوں کو اور جبکہ نہ روکیں ظالم کو
ظلم سے عنقریب ہے کہ عام کر دیگا
اللہ تعالیٰ اُن پر اپنا عذاب۔ فرمایا اللہ
تعالیٰ نے پس چاہیے کہ ڈریں وہ
لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ
کے حکموں کی یہ کہ پہونچے اُن کو فتنہ
یا پہونچے اُن کو عذاب دردناک۔
پس لائق واسطے طلب کرنیوالے
آخرت اور رضامندی اللہ تعالیٰ
کی حاصل کرنے کی سعی کرنے والے
کو کہ کوشش کرے اس کام میں
کیونکہ اسکا بڑا نفع ہے اور سست
نہ ہو وہ شخص جسپر انکار کیا جاوے۔
کیونکہ اسکا مرتبہ بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے ضرور مدد دیگا اللہ تعالیٰ اُس
شخص کو جس نے مدد دی اللہ تعالیٰ
کو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور وہ

الکذبین۔ نتیجے معیار نصف
اول صفحہ ۱۵۔

شخص جو جنگل مارتا ہے اللہ تعالےٰ کیساتھ
پس تحقیق ہدایت کیا گیا راستہ
سیدھا کیطرف اور فرمایا اللہ تعالیٰ
نے جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہمارے
راستہ پر چلنے کی ہم ضرور اُن کو
اپنے راستہ کی ہدایت کریں گے
اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے کیا گمان
کیا ہے لوگوں نے یہ کہ وہ بیکار
چھوڑ دیئے جاویں گے صرف اُن
کے کہنے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں
اور حال آنکہ وہ کسی آزمایش میں
مبتلا نہ ہوں۔ اور البتہ تحقیق ہم نے
آزمایش کی ہے اُن لوگوں کی جو
اُن سے پہلے تھے تاکہ جانے اللہ
تعالےٰ اُن لوگوں کو جو سچے ہیں اور
جان لے جھوٹوں کو۔

اس تحقیق حق نے تارکین امر معروف کو بہت کچھ جھاڑا۔ اور یہ بھی ثابت کردیا کہ امر معروف کرنے والے پر اگر کوئی منکر انکار یا استہزاء کرے تو اس سے اُسکو سست اور پریشان ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ بہی زیادہ آگے قدم بڑھاوے۔

---

# جواب سوال اوّل

عنوان مندرجہ بالا سے پہلے سوال کے جواب کی وضاحت بخوبی ہو گئی - یعنے خلافت اسلامیہ کی امداد ہر ایک مسلمان پر اپنی طاقت کے مطابق فرض ہے خواہ جانی ہو یا مالی - زبانی ہو یا دلی جیسا کہ ہر امر کی تشریح سابقاً بسط کے ساتھ مذکور ہوئی اور جو شخص ان امور میں سے کسی امر کو بھی عمل میں نہ لاوے اور نہ ہی خلافت اسلامیہ کی ہمدردی میں حسب استطاعت حصہ لے وہ مسلمان کہلانیکا کوئی حق نہیں رکھتا -

# جواب سوال دویم

پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ مجالس اسلامیہ و جلسہ ہائے خلافت کی انعقاد سے غرض کیا ہوتی ہے - لیکن یہ امر بہت واضح ہے کہ ان مجالس کے اغراض نہائت ہی صالح ہیں - مثلاً امر بالمعروف نہی عن المنکر وعظ و نصیحت اہل حل و عقد کا مشورہ دربارہ انتظام ضروریات اسلامیہ وغیرہ وغیرہ اور یہ تمام امور کتاب اللہ و سنت الرسول سے ثابت ہیں - امر معروف و نہی عن المنکر کی نسبت آیات اور احادیث پہلے مشرحاً مذکور ہو چکی ہیں اعادہ کی حاجت نہیں ہے - رہا وعظ و نصیحت گو یہ بھی امر معروف کا ایک شعبہ ہے - مگر اسکا علیحدہ ثبوت دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا -

| | |
|---|---|
| قال اللہ تعالیٰ اولئک | یعنے یہ لوگ جانتا ہے اللہ تعالیٰ |
| الذین یعلم اللہ ما فی قلوبھم | اُس چیز کو جو اُن کے دلوں میں ہے |
| فاعرض عنھم وعظھم | پس روگردانی کر اُن سے اور وعظ کر |

وقل لھم فی انفسھم قولاً بلیغاً (پارہ ۵) | اُن کو اور کہدے اُن کے لئے بات کافی - سورہ نساء

اور حضور سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کا مدت العمر تک وعظ اور نصیحت میں سرگرم و مصروف رہنا جسکا ثبوت ہزارہا احادیث میں موجود ہے - اور علت غائی بھی بعثت کی یہی ہے - جیساکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے -
انما بعثت معلماً اور قرآن شریف میں بھی ہے

| | |
|---|---|
| ھوالذی بعث فی الامیین | یعنی وہ خداوند ہے جو بھیجا ان پڑھوں |
| رسولا منھم یتلوا علیھم | میں پیغمبر انہیں میں سے جو پڑھتا ہے |
| ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم | انپر آیات کلام الٰہی کو اور پاک کرتا ہے |
| الکتاب والحکمۃ وان کانوا | اُن کو اور سکھاتا ہے کتاب اللہ اور |
| من قبل لفی ضلال مبین ط | حکمت یعنے سنت محکمہ - اگرچہ تھے |
| (پارہ ۲۸ - سورۃ جمعہ) | وہ لوگ پہلے گمراہی ظاہر میں - |

اس آیت شریفہ نے اس بات کو ظاہر کردیا کہ جناب سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کے فریض منصبی اور کارنامے یہی تھے کہ ان پڑھوں کو پڑھانا نادانوں کو سکھانا - گمراہوں کو راہ راست پر لانا اور احکام الٰہی کی ہر وقت تبلیغ کرنا
اسپر تمام علما امت محمدیہ عام ازینکہ صحابہ ہوں یا تابعی محدثین ہوں یا فقہا حنفیہ ہوں یا مالکیہ شافعیہ ہوں یا حنبلیہ کا اتفاق ہے کہ ہر ایک مسلم بحیثیت اسلامی حسب استطاعت اپنے بھائی مسلمان کو وعظ و نصیحت کرنے کا حق رکھتا ہے -

| | |
|---|---|
| عن جریر رضی اللہ تعالےٰ عنہ | یعنی جریر سے روایت ہے - کہا |
| قال بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ | بیعت کی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ |

وسلم علی السمع والطاعۃ وان انصح لکل مسلم رواہ ابوداود

وسلم اوپر سننے اور ماننے حکم امیر کے اور اوپر نصیحت اور خیر خواہی اہل اسلام کے۔

رہا مشورہ سو اسکی نسبت بھی تاکیدی احکام صادر ہوئے ہیں قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اس کی حقانیت کے شاہد عدل ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ الآیۃ

پارہ ۴ سورۂ عمران

یعنی کام میں ان سے (صحابہ سے) مشورہ کر پس جب عزم مصمم کام کرنے کی کرلیں تو اللہ تعالیٰ پر توکل کیجئے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ قال ما رایت احداً اکثر مشورۃ لاصحابہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رواہ الترمذی۔

یعنے نہیں دیکھا میں نے کسی شخص کو مشورہ کرتا ہوا اپنے رفیقوں کے ساتھ زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اور جلسہ اسلامیہ جسمیں امور مذکورہ بالا امر بالمعروف ونہی عن المنکر وعظ ونصیحت اور کسی ضروری اسلامی کام کے انتظام کے لئے اہل حل وعقد نے جمع ہوکر مشورہ کرنا ہو۔ حقوق مغصوبہ کے مطالبہ کے لئے تجویزیں سوچنی ہوں۔ اُسکے فضائل اور اسمیں شامل ہونے والوں کے مدارج میں بہت احادیث وارد منجملہ اُن کے ایک یہ حدیث ہے جسکو امام غزالی رحمۃ اللہ نے احیاء العلوم میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور دوسری وہ حدیث ہے جسکو مشکوٰۃ شریف میں معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ

یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

علیہ وسلم ان حول العرش منابر من نور
علیہا قوم لباسہم نور و وجوہہم نور
لیسوا بانبیاء ولا شہداء یغبطہم النبیون
والشہداء فقالوا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم صفہم لنا فقال ہم المتحابون
فی اللہ والمتجالسون فی اللہ والمتزاورون
فی اللہ رواہ الامام الغزالی فی احیاء العلوم

جلد صفہ



قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی
للمتحابین فیّ والمتجالسین فیّ والمتزاورین
فیّ والمتباذلین فیّ رواہ مالک

اور ان پر ایسے لوگ ہوں گے جن کی
پوشاک بھی نور کی ہوگی اور منہ ان کے
بھی نور کے ہوں گے نہ وہ لوگ پیغمبر
ہوں گے نہ شہید لیکن پیغمبر اور شہید
بھی ان کے ساتھ رشک کریں گے
عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ ان کی
صفت بیان فرمائیے۔ آپ نے
فرمایا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا
مندی کے لئے محبت کرتے اور
اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی
زیارتیں کرنے والے ہوں گے

یعنے واجب ہوئی ہے میری محبت
ان لوگوں کے لئے جو میرے راستہ
میں محبت رکھتے ہیں اور جلسے کرتے
ہیں۔ اور زیارتیں کرتے ہیں اور خرچ
کرتے ہیں۔

علی الخصوص حسین جلسہ اسلامیہ کے شامل ہونے سے اسلام اور اہل اسلام
کی خوشنودی اور کفار محارب اسلام کے غصہ بڑھ جانے کا یقین ہو اور ساتھ
ہی گرفتاری اور قید وغیرہ سزایابی کا احتمال بھی ہو ایسے جلسات میں شامل
ہونے کے فضائل و مدارج احادیث صحیحہ میں بکثرت موجود ہے اور قرآن شریف
میں بھی رب العالمین جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ذٰلك بانهم لا يصيبهم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة في سبيل الله ولا يطؤن موطئا يغيظ الكفار ولا ينالون من عدو نيلا الا كتب لهم به عمل صالح ان الله لا يضيع اجر المحسنين ط (پارہ ۱۱ ۔ سورۃ توبۃ)

یعنی یہ اوجہ سب متابعت و ترک مخالفت اس سبب سے کہ نہیں پہونچتی انکو پیاس اور تکلیف اور نہ بھوک خدا کے راستہ میں اور نہیں چلتے کسی جگہ کو جو غصہ میں لائی ہو کفار اور نہیں پاتے دشمن سے کوئی تکلیف مگر لکھا جاتا ہے ان کے لئے اسی سبب سے عمل نیک بیشک اللہ تعالے اچھے اور نیک کام کرنے والوں کے اجر اور ثواب کو ضائع نہیں کرتا۔

ایسے جلسے جن کے فضائل مذکور ہو چکے ہیں اگر کوئی شخص اپنے شہر یا محلہ یا مسجد میں ان کے عقدا کو روکے یا لوگوں کو ان کے شمول سے منع کرے وہ شرعاً مناع للخیر ہے۔ جسکی مذمت کلام الٰہی میں بہت جگہ اور حدیث شریف میں بکثرت موجود ہے۔

قال الله ولا تطع كل حلاف مهين هماز مشاء بنميم مناع للخير الاية پارہ ۲۹ ۔ سورۃ نون

یعنی فرمان برداری نہ کر ہر بہت سوگند کھانیوالے پست فکر والے عیب ڈھونڈنے والے چغلی اور غمازی کے لئے چلنے والے نیک کاموں سے منع کرنیوالے کی۔

وقال تعالى القيا في جهنم كل كفار عنيد مناع للخير

یعنی دوزخ میں ڈالدو ہر کافر سرکش نیک کاموں سے منع کرنے والے

اثیم ۔ الآیۃ (پارہ ۲۶ سورۃ ق) حد سے تجاوز کرنے والے گنہگار کو ۔

آیت اولے لے نے اُن حضرات کی بھی خبر گیری کر لی ہے جو حکومت کی طرف سے طمع نفسانی کی لالچ میں آکر جاسوس مقرر ہوئے ہیں ۔ اور مجالس اسلامیہ میں حاضر ہو کر مسلمانوں کی تقریروں کو بجو ورود دل سے ابھر رہی ہیں حکام وقت تک پہونچا دیتے ہیں جسکا نتیجہ ہوتا ہے کہ بیگناہ مسلمانوں کو گرفتار کر کے قید کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں اُن کے سروں پر گرائیں جاتی ہیں ۔ تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلاتے ہیں ۔

عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ نمام ۔ رواہ مسلم

یعنے نہ داخل ہوگا بہشت میں غمازی کرنے والا ۔

وعن ہمام بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رجل ینقل الحدیث الی الامیر فکنا جلوساً فی المسجد فقال القوم ہذا ممن ینقل الحدیث الی الامیر فقال حذیفۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ قتات

رواہ مسلم ایضاً

یعنی ایک شخص لوگوں کی باتیں امیر تک پہونچاتا تھا پس ہم مسجد میں بیٹھے تھے لوگوں نے کہا یہ شخص لوگوں کی باتیں امیر تک پہونچاتا ہے پس کہا حذیفہ نے کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہ داخل ہوگا بہشت میں غمازی کرنے والا

وفی روایۃ عنہ قال کنا جلوساً مع حذیفۃ فی المسجد فجاء رجل حتے جلس الینا فقیل لحذیفۃ ان ہذا یرفع الے السلطان اشیاء فقال حذیفۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ قتات رواہ مسلم ایضاً

یعنی حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آکر ہمارے پاس بیٹھ گیا کسی نے حذیفہ سے کہا کہ یہ شخص بادشاہ کیطرف باتیں پہونچاتا ہے۔ حذیفہ رضی اللہ نے اس کے سنانے کی نیت سے کہا کہ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہ داخل ہوگا بہشت میں غمازی کرنے والا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احبکم الے اللہ الذین یألفون ویؤلفون وان ابغضکم الے اللہ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاخوان رواہ الامام الغزالی فے الاحیاء

یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک اچھے وہ لوگ ہیں جو الفت کرتے ہیں اور الفت کراتے ہیں اور تم میں سے بُرے وہ لوگ ہیں نزدیک اللہ تعالےٰ کے جو چلتے ہیں غمازی کے ساتھ اور تفرقہ ڈالتے ہیں بھائیوں کے درمیان۔

زمانہ حال میں جو جو مجالس اسلامیہ اس ملک میں منعقد کیے جاتے ہیں اُن سے غرض خلیفۃ المسلمین وامیر المؤمنین کی حمایت اور حقوق مخصوصہ کاملالیہ اور مقامات مقدسہ کو کفار کے قبضہ سے خلاص کرنا ہے۔

جبکہ سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کا خاص ارشاد ہے۔ اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب۔ یعنے یہود اور نصاریٰ کو سرحد عرب سے نکالدو۔ تو پھر کس مسلمان کا اسلام ایسے بوجھ کو جو نصاریٰ سے خود حرمین شریفین پر قابض ہوں برداشت کرسکتا ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں اگر کوئی مسلمان جوش میں اگر غیرت کی رگ نہ چڑھائے۔ اور اس استخلاص میں حسب طاقت خود حصہ نہ لے تو وہ میدان قیامت میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے حاضر ہوگا۔ اور اپنی بے غیرتی کا کیا جواب دیگا۔

تمام امت محمدیہ کے علمار کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ جب کبھی کسی مسلمان حکومت یا کسی مسلمان پر کوئی غیر مسلم گروہ حملہ کرے تو یکے بعد دیگرے تمام دنیا کے مسلمانوں پر شرعاً فرض ہوجاتا ہے کہ دفاع کے لئے فوراً اٹھ کھڑے ہوں اس حکومت اور آبادی کو غیر مسلم قبضہ سے ہر ممکن کوشش کے ساتھ بچائیں اور اس کام کے لئے اپنی ساری قوتیں وقف کردیں۔ اپنی جان ومال واولاد وعزت دنیا کی محبت کو اللہ تعالے کے دین کی نصرت پر ترجیح نہ دیں۔

| | |
|---|---|
| قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ | یعنے مسلمانوں سے کہدو کہ تمہارے باپ تمہاری اولاد تمہارے بھائی۔ تمہاری بیویاں تمہارا خاندان یہ مال ومتاع جو تم نے کمایا ہے یہ کاروبار وتجارت جس کے مندا پڑجانے سے تم ڈرتے ہو یہ تمہارے |

وجهاد في سبيله فتربصوا حتى يأتي الله بأمره والله لا يهدي القوم الفسقين ط
(پارہ ۱۰ - سورۃ توبہ)

رہنے کے محل جن میں تمہارا دل اٹکا ہوا ہے اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اُس کے راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں۔ اور تمہارے پاؤں ان زنجیروں نے ایسے زیادہ جکڑے ہیں کہ اللہ تعالے کی پکار بھی اُنہیں نہیں ہلا سکتی تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالے کو جو کچھ کرنا منظور ہے کر دکھائے اور اللہ تعالے فاسقوں کے گروہ کو ہدایت نہیں کرتا۔

اور یہ بھی اسلام کی خاص تعلیم ہے کہ مسلمانان ایسی ایسی تجاویز سوچ کر عمل میں لاتے ہیں جن کی وجہ سے معاندین اسلام پر رعب پڑا رہے تاکہ اسلام کے مقابلہ اور حملہ کی تاب بھی نہ لا سکیں

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم - پارہ ۹
(سورۃ انفال)

یعنے جسقدر بھی تم سے ممکن ہو۔ دشمنوں کے مقابلہ کے لئے اپنی قوت اور ساز و سامان سے طیار رہو تاکہ تمہاری مستعدی دیکھ کر اللہ اور اُسکے رسول کی امت کے دشمنوں پر خوف اور رعب چھا جائے تم پر حملہ کرنے کی اُنکو جرات نہ ہو۔

علی الخصوص جبکہ محاربین اسلام ایسے جوش و خروش میں ہیں۔ کہ معاونین اسلام و حامیان دین کو طرح طرح کی مصیبتیں اور ایذائیں دے رہے ہیں ایسی حالت میں اُن کی دستگیری اور ہمدردی جملہ مسلمانان پر فرض ہے۔ امام غزالی نے فرمایا ہے۔

ومن حقوق المسلم ان یصون عرض اخیہ المسلم ونفسہ ومالہ عن ظلم غیرہ مہما قدر ویرد عنہ ویناضل دونہ فان ذلک یجب علیہ بمقتضی۔ اخوۃ الاسلام انتہی من جن

یعنی منجملہ حقوق مسلمانوں کے ایک دوسرے پر ہیں یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی آبرو۔ و نفس و مال اسکا دوسرے کے ظلم سے بچائے جسقدر طاقت ہو اور اُسکی مدد کرے۔ اُسکی پاسداری کرے۔ کیونکہ یہ اسپر واجب ہے بموجب اسلامی برادری کے۔

عن انس رضی اللہ تعالے عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصر اخاک ظالماً او مظلوماً فقال رجل یارسول اللہ انصرہ مظلوماً فکیف انصرہ ظالماً فقال تمنعہ من الظلم فذلک نصرک ایاہ۔ متفق علیہ

یعنی مدد کرو اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم پس کہا ایک شخص نے یارسول اللہ مدد کرتا ہوں میں مظلوم کی اور کسطرح مدد کروں میں ظالم اپنے کو کہ باز رکھ تو اوسکو ظلم سے کیونکہ یہی اسکی مدد کرنی ہے

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ظالم کو ظلم سے روکنا درحقیقت اُسکی امداد ہے۔ بناءً علیہ حکومت کو بھی متنبہ ہوجانا چاہیے کہ جو لوگ اُسکو ان حرکات ناشائستہ سے روکتے ہیں اور جو جی حضوری ہیں وہ اُس کے

بدخواہ ہیں۔

وعن نعمان بن بشیرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ۔
(رواہ مسلم)

یعنے سب مسلمان ایک مرد کی مثل ہیں اگر اُسکی آنکھ کو درد ہو تو سارے بدن کو درد ہوتا ہے اور اگر اُسکے سر کو درد ہو تو سارے بدن کو درد ہوتا ہے۔

اور اس میں شک نہیں کہ حامیان اسلام پر جو مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں انکا باعث صرف یہی ہے کہ وہ لوگ مسلمان ہیں اور اسلامی جذبہ سے انکا دل بھرا ہے کلمۂ توحید پر انکا خالص ایمان ہے۔ اعدا دین سے انکا عناد ہے۔

وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموات والارض

یعنے اُن لوگوں کو صرف اسوجہ سے عذاب دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ایمان لائے ہیں۔

پارہ ۳۰۔ سورہ

انکے رشتہ داروں واماندگان پر جو فاقہ کشی کی تکالیف نازل ہیں اُن کی امداد ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس المؤمن بالذی یشبع وجارہ جائع الے جنبہ۔
مشکوۃ شریف از شعب الایمان

یعنے وہ شخص مومن نہیں ہے جو پیٹ بھر کر کھاوے اور اسکا پڑوسی بھوکا ہو۔

اور چونکہ یہ جلسیہ ایک اعلٰی قسم کی عبادت ہے اسکے انعقاد کو مسجد میں روکا نہ جائے۔ کیونکہ مسجد مقام عبادت ہے۔ جس قسم کی عبادت ہو صرف نماز کے واسطے خاص نہیں فقہا حنفیہ کی کتب میں بالتصریح مذکور ہے کہ قاضی مسجد میں بیٹھکر فیصلہ کرے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حبشی لڑکے تیروں کا قواعد کھیل وکود کرتے تھے اور آپ ممانعت نہیں فرماتے تھے۔ جیساکہ صحیح بخاری میں حدیث صحیح موجود ہے علٰی ہذا القیاس بہت امور ایسے ہیں جنکا بعد میں ہونا ثابت ہے۔

## جواب سوال سوئم

رضا کاروں کا شرعی نام محتسب ہے اور احتساب شرعی ضروریات اسلام ومہمات انتظام میں سے ہے اور یہ احتساب امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لوازم میں سے ہے اور اسمیں کسی بادشاہ یا امیر کی اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہر ایک افراد امت محمدیہ صلعم کو اسکا حق حاصل ہے۔ جیساکہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں اسکی تحقیق کی ہے۔

وقال الاخرون لا یحتاج الی الاذن وهو الاقیس لانه اذا جاز للاحاد الامر بالمعروف واوائل درجاته تجر الی ثوان والثوانی الی ثوالث وقد ینتهی لا محالة الی التضارب و التضارب یدعو الی التعاون

یعنے دوسروں نے کہاہے۔ کہ اس رتبہ (خامس) کے لئے اذن امام کی ضرورت نہیں اور قیاس بھی اسکو چاہتاہے کیونکہ جب احاد امت کے لئے امر بالمعروف جائز قرار دیاگیا اور اس کے پہلے مرتبوں سے گذر کر دوسروں اور دوسروں سے

فالاینبغی ان یبالی بلوازم
الامر بالمعروف ومنتہاہ
تجنید الجنود فی رضاء اللہ ودفع
معاصیہ ونحن نجوز للاحاد
من الغزاۃ ان یجتمعوا ویقاتلوا
من ارادوا من فرق الکفار
قمعاً لاہل الکفر فکذلک
قمع اہل الفساد جائز لان
الکافر لاباس بقتلہ والمسلم
ان قتل وہو شہید فکذلک
الفاسق المناضل عن فسقہ لا
باس بقتلہ والمحتسب المحق ان
قتل مظلوماً فہو شہید وعلی
الجملۃ فانتہاء الامر الی ہذا
من النوادر فی الحسبۃ فلا یغیر
بہ قانون القیاس بل یقال کل
من قدر علی دفع منکر فلہ ان یدفع
ذلک بیدہ وبسلاحہ وبنفسہ
وباعوانہ ۔ انتہیٰ مختصر حصہ
(جلد ثانی صفحہ ۲۰۲ ۔)

گذر تیسرے مراتب کی نوبت آتی
ہے اور بالآخر مار پیٹ سے بھی واسطہ
پڑتا ہے جسکے لئے معاونین یعنے
رضا رکاروں کی ضرورت ہے تو پھر
امر بالمعروف کے لوازمات کے قیام
میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے ۔ اور
انتہائی مرتبہ اُن کا اللہ کی رضامندی
اور بدکاریوں کے دفعیہ کے لئے لشکر
کشی ہے اور ہم اُسکو جائز رکھتے ہیں
کہ غازیوں کا کوئی فرقہ (جو امام کے
تحت میں نہ ہو) مجتمع ہوکر کافروں
کی قلع قمع کر دینے کے لئے اُن کے
ساتھ قتال کرے اسیطرح مفسدین
کا قلع قمع بھی جائز ہے کیونکہ کافر کے
مار دینے میں کوئی حرج نہیں ۔ اور اگر
مسلمان مارا گیا تو شہید ہے ایسے
ہی اوس فاسق کو قتل کر دیتے ہیں
کوئی مضائقہ نہیں جو اپنے فسق کی
حمایت میں امر معروف کرنے والوں
کا مقابلہ کرے ۔ اور اگر وہ پاکباز
محتسب (امر بالمعروف) ظلم سے قتل

کردیا گیا تو وہ شہید ہے حاصل یہ
ہے کہ اس مرتبہ تک نوبت پہونچنا
نادر ہے۔ جسکے ذریعہ قیاس بدلا نہیں
جاسکتا بلکہ یہی کہنا چاہیئے کہ جو
منکرات کے دفعہ کرنے پر قادر ہو
وہ ہر طرح سے دفعہ کرنے میں مجاز
ہے۔ خواہ ہاتھ سے خواہ ہتھیاروں
سے۔ خواہ جان سے۔ خواہ مددگاروں
سے۔



اس عبارت میں امام غزالی نے رضاکاران کو اختیارات وسیع عنایت کیے ہیں اور یہ بھی بتادیا کہ ہر ایک مسلمان حسب طاقت خود منکرات شرعیہ کو دفعہ کرسکتا ہے۔ ہاتھ سے ہتھیاروں سے جان سے مددگاروں سے اور حدیث شریف میں ہے۔

وعن انس رضی اللہ تعالے عنہ۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جاہدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم رواہ ابوداود والنسائی والدارمی

یعنی مشرکین کے ساتھ مقابلہ کرو۔ اپنے مالوں اور نفسوں اور زبانوں سے

اب رضاکاران کی مزاحمت اور مقابلہ کرنا جس سے غرض صرف اعداء دین کی خوشنودی اور محبت ہے۔ دین اسلام سے دشمنی کرنی ہے۔ جیساکہ حدیث صحیح میں وارد ہے

المرء مع من احب یعنی جو شخص جن لوگوں کو دوست رکھتا ہے

اُنہیں سے ہوگا۔

علاوہ ازیں اُن کو بیہودہ بولنا اور بکواس بکنا فسق ہے معصیت ہے۔ گناہ ہے اور اُن کو زدوکوب کرنا اُس سے زیادہ بڑا ہے

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر رواہ مسلم وعن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ۔ رواہ البخاری۔

یعنی مسلمان کو دشنام دینا فسق ہے اور اُسکے ساتھ لڑنا کفر ہے۔ یعنی مسلمان وہی ہے جو دوسرے مسلمان اُسکی زبان اور ہاتھ سے بچے رہیں۔

اور جھنڈا اسلامیہ منجملہ علامات اسلام کے ہے۔ جس جماعت میں ہو اوسکے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ جماعت اہل اسلام ہے اور اس سے شان وشوکت اسلام کی بڑھتی نظر آتی ہے۔ اور مسلمانوں کے دلوں کو اسلامی جذبہ دیتا ہے۔ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بنایا۔ اور اُسکو محفوظ رکھا۔ با یوقت ضرورت مسلمانوں کے ہاتھ میں دیکر اس سے اہم مہمات سرانجام فرمائے۔ موجودہ وقت میں چونکہ قوم محارب اسلام کے جھنڈے اطراف عالم میں لہلہا رہے ہیں۔ اگر اہل اسلام بھی اپنے جھنڈے بنا کر اس غرض سے کہ ہم بھی خیر خواہ اسلام اور اسلامی مطالبہ کے خواستگار ہیں تاکہ باقی مسلمانوں کو بھی اسلامی ہمدردی کا شوق پیدا ہو اور نعرے مارتے ہوئے اور اسلامی مصائب کے نظمیں پڑھتے ہوئے کوچہ بکوچہ پھریں تو نہائت موزون ومستحسن ہے۔ اشباہ میں ہے ما راٰہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنی جس چیز کو مسلمان مستحسن جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مستحسن

ہوتی ہے۔ اس سے غالباً جملہ اہل اسلام اسلامی مصائب اور تکالیف پر متاثر ہو جائیں۔ اور ایک جان و یک زبان ہو کر اسلامی مطالبہ کے خواستگار ہوں اور حکومت حقوق مغصوبہ واپس کر دیگی۔

اب ایسے جھنڈے خصوصاً جبکہ اُن پر کلمہ توحید یا اللہ اکبر ہو اُن کی اہانت کرنی عین توہین اسلام اور اُن کی عظمت کرنی عین تعظیم اسلام ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب پارہ ۱۷ سورۂ حج

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تین رنگ کے جھنڈے تھے۔ سیاہ سفید۔ زرد۔ جیسا کہ احادیث صحاح ابو داؤد و ترمذی وغیرہ میں موجود ہے رضا کاران کو انہیں رنگ کے جھنڈے رکھنے چاہئیں تاکہ اتباع سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا اکمل ترین طور پر حاصل ہو۔ اگر دوسرے رنگ کا جھنڈا بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ کسی خاص رنگ کا ہونا ضروری نہیں۔ خلیفۃ المسلمین کا جھنڈا سرخ ہے۔ اس بنا پر اگر سرخ جھنڈا ہو تو بھی حرج نہیں۔

خلاصہ ہر سہ جوابات کا یہ ہے کہ خلافت اسلامیہ کی امداد ہر ایک مسلمان پر فرض ہے اور جو شخص جلسہ خلافت کو روکے وہ نہایت درجہ کا گنہگار ہے اس پر توبہ نصوح لازم ہے اور جو شخص رضا کاروں کو زدوکوب کرے اور بیہودہ لیے اور جھنڈا اسلامیہ کی توہین کرے وہ بھی بڑا گنہگار ہے جیسا کہ ہر ایک امر کی تشریح سابقاً گذری ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

العبد محمد حسین عفی عنہ۔ خادم الطلبۃ المدرسین فی المدرسۃ الاسلامیہ ضیاء شمس الاسلام سیال شریف ضلع شاہ پور۔ العبد لاشک فیہ ہذا صحیح غلام حسین خادم العلماء والفقراء ادنیٰ غلام از غلامان خواجہ پیر سیال علیہ الرحمۃ والغفران الیٰ یوم الدین۔ غلام حسین بقلم خود۔

الجواب ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب الیہ مرجع المآب فقیر محمد ضیاء الدین سیالوی

